# دفاع

## ملت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

رفع الالتباس عن ملة من جعله الله اماما للناس

مؤلف: جهيمان بن محمد العتيبي رحمہ اللہ

اردو ترجمہ: مدثر احمد بن محمد ارشد لودھی حفظہ اللہ

www.sirat-e-mustaqeem.com


# دفاع

# ملت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

## رفع الالتباس عن ملة من جعله الله اماما للناس

مؤلف: جهيمان بن محمد العتيبي رحمہ اللہ

اردو ترجمہ: مدثر احمد بن محمد ارشد لودھی حفظہ اللہ

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

www.sirat-e-mustaqeem.net


# عنوانات


| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ① | مقدمہ (منہج کتاب وسنت) | 4 |
| ② | منہج کتاب وسنت سے انحراف | 6 |
| ③ | **فصل**: (ملت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام) | 8 |
| ④ | ملت ابراہیم علیہ السلام لوگوں کے مابین فرق کرتی ہے | 9 |
| ⑤ | ملت ابراہیم علیہ السلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں غلطی | 10 |
| ⑥ | قیام ملت ابراہیم علیہ السلام کا صحیح طریقہ | 12 |
| ⑦ | **فصل**: اقامت حق چاپلوسیاں اور خاموشیاں اختیار کرنے سے نہیں بلکہ حق کا اعلان کر کے اور تکالیف پر صبر کر کے ہی ممکن ہے | 15 |
| ⑧ | ایک اہم تنبیہ | 17 |
| ⑨ | سچا دعویٰ ایمان یا محض خوش فہمی | 18 |
| ⑩ | فتنوں کے اس دور میں ایمان کی حفاظت | 19 |
| ⑪ | ایک اور جماعت | 20 |
| ⑫ | فرقہ ناجیہ کی چند صفات | 21 |
| ⑬ | ناقابل قبول اعذار (جمع عذر) | 21 |
| ⑭ | شاہراہ نصرت دین | 24 |
| ⑮ | خلاصہ بحث | 26 |
| ⑯ | منہج حق کس طرح معلوم کریں؟ | 26 |
| ⑰ | حق پر استقامت کیسے اختیار کریں؟! | 27 |
| ⑱ | حق غالب ہو کر رہتا ہے | 30 |

www.sirat-e-mustaqeem.com



| | |
|---|---|
| ⑲ حق کو کس طرح قائم کریں؟ | 32 |
| ⑳ اقامت حق کی راہ میں چند واجب العمل ہدایات | 35 |
| ㉑ اقامت حق کی راہ میں حائل چند شبہات کا رد | 39 |
| ㉒ حق کے لئے مصائب جھیلنے، اس کے لئے لڑنے اور پھر حق کو قائم کر دینے والی جماعت | 43 |
| ㉓ راہ حق سے پھیر دینے والے اسباب | 46 |
| ㉔ ایک اور سبب یعنی عہدے اور دنیا کی محبت | 47 |
| ㉕ تذکرہ ایک مرد مومن کا | 49 |
| ㉖ اختتامیہ | 50 |
| ㉗ نظم | 50 |

www.sirat-e-mustaqeem.com


## مقدمہ

# منہج کتاب وسنت

تمام تعریف اللہ کے لئے خاص ہے جو گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا۔ سخت عذاب، کشادگی کرنے والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے، اللہ کی آیات میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جنہوں نے کفر کیا، سوائے نبی آپ کو ان کا شہروں میں گھومنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈالے، ان سے پہلے قوم نوح تکذیب کر چکے، اور ان کے بعد بہت سی جماعتیں، ہر امت نے ہی اپنے رسول کو پکڑ لینا چاہا اور وہ باطل کے ذریعے جھگڑے کرتے رہے تا کہ اس کے ذریعے حق کو دبا دیں پس میں نے انہیں پکڑ لیا تو کیسا رہا انجام۔ [سورۃ الغافر: ۳-۵]

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہوں نے فرمایا ہے [**ترکت فیکم امرین لم تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض**] ''میں تم میں دو امر (حکم) چھوڑ رہا ہو جب تک تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب اور میری سنت اور یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے حتی کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے''۔ [مستدرک حاکم بسند صحیح]

ہم نے ارادہ کیا کہ ان دو اصلوں کو مضبوط پکڑنے کے متعلق اپنا منہج بیان کر دیں۔ جنہیں مضبوط پکڑنے والوں کو گمراہ نہ ہونے کی ضمانت دی گئی ہے، اور ساتھ ہی اپنے اس منہج پر انہی دو (کتاب وسنت) سے دلائل بھی ذکر کر دیں، نیز انہیں مضبوط پکڑنے کا دعویٰ کرنے والی اکثریت کی کوتاہی بھی بیان کر دیں، ہم صرف تین جماعتوں کا تذکرہ کریں گے جو ہماری رائے کے مطابق کتاب وسنت کے ساتھ تمسک کا دعویٰ کرنے والی جماعتوں میں سب سے زیادہ قریب ہیں۔

ہم اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ انہیں ان لوگوں شامل فرمائے جو قول سننے کے بعد اس کے اچھے

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


پہلو کی اتباع کرتے ہیں۔اور یہ کہ لوگوں میں ان کا مقام ومرتبہ انہیں اس اتباع سے نہ روکے اور یہ کہ انہیں اس طرح کی توفیق دی جائے جس طرح عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو توفیق دی گئی (انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے حق کو قبول کرلیا جبکہ وہ جانتے تھے کہ ایسا کرنے پر ان کی قوم ان کی اچھائیاں برائیوں میں بدل دے گی،اور وہ لوگوں میں اپنا مقام ومرتبہ کھو بیٹھیں گے۔جیسا کہ صحیح بخاری میں ان کے اسلام لانے کا قصہ موجود ہے جس میں ہے کہ:''انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہودی قوم بہت ہی بہتان تراش ہے اور جب انہیں میرے اسلام لانے کے خبر ہوگی تو وہ مجھ پر بہت بہتان باندھیں گے ،یہودی آئے نبی علیہ السلام نے فرمایا:''تم میں عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے؟''انہوں نے جواب دیا:''ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کا بیٹا،اور ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اگر عبداللہ بن سلام اسلام لے آئیں پھر تمہاری کیا رائے ہے؟''وہ کہنے لگے:''اللہ انہیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے''۔اچانک عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نکل آئے اور کہنے لگے''اشهد ان لاالٰه الاالله واشهدان محمدا رسول الله ''اب وہ کہنے لگے ہم میں سب سے برا اور ہم میں سب سے برے کا بیٹا،اور پھر اس کی شان میں تنقیص کرنے لگے۔عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے کہا یارسول اللہ میں اسی بات سے ڈرتا تھا)اور یہ کہ انہیں اس شیطان کی دخل اندازیوں سے بھی بچا کے رکھے جو بعض علماء اور داعیان دین کو ان کے تابعداروں کی کثرت کے دھوکے میں مبتلا کردیتا ہے ہم نے انہیں دیکھا ہے کہ اسلام جو کہ ۷۰ (ستر) سے زائد شعبے رکھتا ہے،وہ اس کے کسی ایک پہلو کو اختیار کرلیتے ہیں،مثلاً کوئی صرف بیس (۲۰) شعبہ جات لے لیتا ہے انہی پر سختی سے کاربند ہوجاتا ہے اور ان کے مخالفین کا رد کرتا ہے اور پھر کچھ اس کے دوست اور کچھ اس کے دشمن بن جاتے ہیں،لیکن بسا اوقات وہ اصل شعبے تک سے محروم رہتا ہے خود بھی دھوکے میں رہتا ہے دوسروں کو بھی دھوکے میں رکھتا ہے اور وہ خود اور دیگر لوگ سمجھتے یہ ہیں کہ وہ اسلام کو قائم کررہے ہیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:[انه لا يقوم بدين الله الا من حاطه من جميع جوانبه] ''یقیناً اللہ کا دین وہی قائم کرسکتا ہے جو اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرے''۔اس حدیث کو امام حاکم،امام ابونعیم اور امام بیہقی نے دلائل میں روایت کیا ہے

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


اور امام ابن حجر نے فتح الباری (220/7) میں اس قصے کو حسن قرار دیا ہے جس قصے کا یہ ایک جزء ہے ]

## منہج کتاب وسنت سے انحراف

رہی وہ وجہ جس کی بناء پر ہم جماعتوں سے الگ ہوئے تو وہ یہ ہے کہ وہ مشرکین سے علانیہ اظہار براءت وعداوت میں حرج اور مشقت سمجھتے ہیں، اور اسے راہ دعوت میں رکاوٹ قرار دیتے ہیں کیونکہ لوگ اس طرح ان سے دور ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ بعض جماعتوں نے اس بنیادی اصول کو اختیار کرنے میں سستی کی اور بعض نے اسے بالکل ہی چھوڑ دیا جبکہ ہم ان کے نظریات سے اختلاف رکھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بنیادی اصول کو اختیار کرنے کا حکم دے کر ہم سے حرج کو دور کیا ہے، اگر اس میں کچھ حرج ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا حکم نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان پر غور کیجئے:

وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ. (الحج:78)

''اور اللہ کے دین میں کما حقہ جہاد کرو اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں کی، تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے اس نے اس دفعہ اور اس سے پہلے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تاکہ رسول تم پر گواہ بن جائے اور تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ لہٰذا نماز قائم کرتے رہو اور زکاۃ ادا کرتے رہو اور اللہ سے تعلق مضبوط کرو وہی تمہارا دوست ہے پس کیا ہی بہترین دوست ہے اور کیا ہی بہترین مددگار ہے''۔

جب اللہ نے ہمیں جہاد کا حکم دیا اور ہمیں بتا دیا کہ اس میں ہمارے لئے کوئی حرج بھی نہیں ہے اور یہی ملت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی دین ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے تو جان لیجئے کہ یہی بنیادی اصول یعنی ''جہاد بالنفس اور ملت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع'' سچے اور جھوٹے میں فرق کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سچوں کے متعلق فرماتا

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ. (حجرات:15)

''حقیقی مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعے جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں''۔

اس کے برعکس جو لوگ محض کھوکھلے دعوے کرتے ہیں ان کے متعلق فرمایا:

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّ ذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاَوْلٰى لَهُمْ، طَاعَةٌ وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ. (محمد:20-21)

''اور مومنین کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نازل نہیں کی جارہی پھر جب کوئی نا قابل منسوخ سورت نازل کردی جاتی ہے اور اس میں جنگ کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو آپ ان لوگوں کو جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے دیکھیں گے کہ وہ آپ کی جانب ایسے دیکھتے ہیں جیسے وہ شخص جس پر موت کی بیہوشیاں طاری ہوں تو جب کہ ان کے لئے اطاعت کرتے رہنا اور درست بات کہنا ہی بہتر تھا اور پھر جب کام مقرر ہو جائے تو اگر وہ اللہ سے (اپنی بات یا اپنا دعویٰ) سچ کر دکھائیں تو ان کے لئے یہی بہتر ہے''۔

اب ہم آپ کے سامنے ملت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کریں گے تاکہ (اسے جان کر) آپ روشن دلیل پر کاربند ہو جائیں اور حق اور باطل کا فرق آپ کے سامنے اجاگر ہو جائے ان لوگوں کے برعکس جو کہتے ہیں کہ اسلام ایک تہذیب کا نام ہے اس طرح وہ مشرق و مغرب میں اختلاط پیدا کر کے ان کے ساتھ انہی کے جیسی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.net


# فصل: ملت ابراهیم علیہ السلام

ملت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد دو اصول ہیں:

① عبادت کو اللہ اکیلے کے لئے خالص کرنا۔

② شرک اور مشرکین سے برملا براءت وعدوات کا اظہار کرنا۔

واضح ہو کہ ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. (نحل:123)

''پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ آپ سب سے الگ ہو کر ملت ابراہیم کی اتباع کریں اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے''۔

نیز فرمایا:

قُلْ اِنَّنِيْ هَدَانِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. (انعام:161)

''اے نبی آپ بتا دیجئے کہ میرے رب نے صراط مستقیم کی جانب میری رہنمائی کی ہے جو کہ مضبوط دین ہے یعنی ملت ابراہیم جو یکطرفہ تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے''۔

اور بلاشبہ ہمیں بھی ملت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور ہم میں سے جو بھی اس سے منہ موڑے گا وہ اپنے آپ کو ہی بے وقوف بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ. (بقرہ:130)

''اور ملت ابراہیم سے وہی منہ موڑتا ہے جو خود کو بے وقوف بنائے''۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے یہ دونوں خلیل اسی ملت پر گامزن رہے اور اسی راہ پر چل کر

www.sirat-e-mustaqeem.com


انہوں نے مقام خُلّت (اللہ تعالیٰ کی خاص دوستی جو صرف کسی ایک کو ہی حاصل ہوسکتی ہو) حاصل کیا جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا[ان الله اتخذني خليلا كما اتخذ ابراهيم خليلا ] ''بے شک اللہ نے مجھے خلیل بنایا ہے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا''۔ لہٰذا ملت ابراہیم علیہ السلام ہی ہمارے نبی ﷺ کی اور ہماری ملت (یہی) ہے اور یہی ہمارے نبی کا اور ہمارا اسوہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ. (ممتحنة:4)

''تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور اس کے ساتھیوں میں بہترین اسوہ (نمونہ زندگی) ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں ہم تمہارے ساتھ کفر کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض ظاہر ہو چکا ہے حتی کہ تم اکیلے اللہ پر ایمان لے آؤ''۔

## ملت ابراہیم علیہ السلام لوگوں کے مابین فرق کرتی ہے

اس سے معلوم ہوا کہ ملت ابراہیم علیہ السلام شرک اور مشرکین سے بری ہوجانے اور ان سے الگ ہوجانے اور ان کا بائیکاٹ کرنے کا نام ہے اس پہلو کو نافذ کئے بغیر دین اسلام غالب نہیں ہوسکتا یعنی تمام اہل زمین سے الگ ہوجانا جیسا کہ صحیح البخاری کتاب الاعتصام میں جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ:[محمد فرق بين الناس ] ''محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق ہیں''۔ نیز صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ النساء میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث رؤیت میں ہے کہ [عند ما ياتيهم ربهم تبارك وتعالىٰ يوم القيامة و يقول لهم لتتبع كل امة من كانت تعبد فيقولون يا ربنا فارقنا الناس في الدنيا على افقر ما كنا اليهم ولم نصاحبهم] ''جب اللہ

www.Sirat-e-mustaqeem.com


تبارک وتعالیٰ بروز قیامت ان کے پاس آئے گا اوران سے کہے گا کہ ہرامت اپنے معبود کے پیچھے چلی جائے تو وہ (اہل حق) کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم دنیا میں (صرف تیری خاطر) لوگوں سے اس وقت الگ رہے جب ہم ان کے سب سے زیادہ محتاج تھے اور ہم ان کے ساتھ نہ ملے''۔ معلوم ہوا کہ وہ ساری دنیا سے الگ ہوگئے تھے جب کہ اس وقت انہیں ان کی شدید ترین ضرورت تھی پھر بھی وہ ان کے ساتھ نہ ملے جیسا کہ بہت سے نام نہاد مسلمان آج کل ایسا کرتے ہیں کہ مشرکین وغیرہ سب کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے وقت اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی مطلب سمجھا تھا چنانچہ انہوں نے بیعت کرتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور مدینہ کے ستر (70) آدمیوں سے کہا کہ ''اے اہل یثرب ذرا ٹھہر جاؤ ہم نبی علیہ السلام کی خدمت میں اونٹوں کے کلیجے مار کر (یعنی لمبا سفر کر کے) اس یقین کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آج آپ کو یہاں سے لے جانے کے معنی ہیں سارے عرب سے علیحدگی تمہارے چیدہ چیدہ سرداروں کا قتل اور تلواروں کی مار، لہٰذا اگر یہ سب برداشت کرسکو تو انہیں لے چلو اور تمہارا اجر اللہ کے ذمے ہے، اور اگر تمہیں اپنی جانوں کا خوف ہے تو ابھی سے کہہ دو یہ اللہ کے ہاں تمہارے لئے زیادہ لائق قبول عذر ہوگا۔ اسے امام احمد اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے، اور حافظ ابن کثیر نے کہا کہ یہ سند جید ہے مسلم کی شرط پر ہے السیرۃ 194/2 اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس قصے کو حسن قرار دیا ہے۔

آج بھی اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو قائم کرنا اور اس کی مدد کرنا چاہتا ہے تو وہی راستہ اپنائے جو انہوں نے اختیار کیا وگرنہ بقول سعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ ''اگر تمہیں اپنی جانوں کا خوف ہے تو کہہ دو یہ اللہ کے ہاں تمہارے لئے زیادہ لائق قبول عذر ہوگا''۔

## ملت ابراہیم علیہ السلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں غلطی

میرے بھائی ملت ابراہیم علیہ السلام روشن اور پاکیزہ راہ کو اسی طرح اختیار کیجئے جس طرح اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ اس پر چل کر وہ جنتوں کے وارث بن گئے اور اللہ نے ان کے متعلق فرمایا:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ

www.Sirat-e-mustaqeem.com


مِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِيۡلًا. (احزاب:23)

''مومنین میں ایسے رجال بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا عہد سچ کر دکھایا کچھ نے اپنا کام مکمل کرلیا اور کچھ اپنی باری کے منتظر ہیں اور انہوں نے کچھ بھی تبدیل نہ کیا''۔

اور رہے وہ لوگ جن پر جانے انجانے میں معاملات الجھتے چلے گئے ہم ان کے اعمال واقوال بھی آپ پر پیش کر دیتے ہیں تا کہ ان کی حالت بھی آپ پر عیاں ہو جائے۔

- ان کی ایک جماعت* کا کہنا ہے کہ دین اسلام کے قیام کی بنیاد قبر پرستوں کے خلاف جنگ ،اور ان سے اظہار دشمنی اور ان سے لوگوں کو بچانا ہے ،ایسے ہی صوفیوں اور بدعتیوں کے خلاف محاذ آرائی ہے۔

*(واضح رہے کہ جماعت سے مراد بہت سے افراد پر مشتمل مخصوص ایجنڈا رکھنے والا گروہ ہے ورگرنہ حقیقت کے اعتبار سے یہ فرقہ ہی کہلائے گا اور جماعت اسے کہیں گے جو ہر اعتبار سے منہج حق پر ہو۔مترجم)

- ایک دوسری جماعت اس کے ساتھ ساتھ اس پر مزید اضافہ کرتے ہوئے اندھے مذہبی تعصب پر بھی آمادہ کرتی اور حدیث پر کئے جانے والے حملوں سے اس کی حفاظت کی دعوت دیتی ہے۔

- ایک تیسری جماعت ہے جو کمیونزم کو فتنہ قرار دیکر اس کا رد کرتی ہے اور خالق کے وجود کو ثابت کرتی ہے اور حکومت کو کنٹرول کرنے کی خاطر اہم حکومتی مراکز پر گرفت حاصل کرنے کی مضبوط کوششیں کرتی ہے۔

- کچھ اور جماعتیں بھی ہیں جو نا قابل التفات ہیں کیونکہ وہ جہالت پر قائم ہیں۔

ہمارا تجزیہ کہتا ہے کہ پہلی اور دوسری اور ان جیسی دیگر جماعتیں حق قائم کرنا چاہتی ہیں اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن ان کی اقامت حق کی یہ کوششیں ان لوگوں میں ہیں جو بے اختیار ہیں جبکہ مقتدر طبقہ جو دن رات اللہ کے دین کو مٹانے میں لگے ہوئے ہیں ان میں (حق کو قائم کرنے سے) بالکل خاموش ہیں ان کی پالیسی میں بس یہی ایک ایسی خامی ہے جس کی بناء پر پہلی قومیں بھی گمراہ ہو گئیں جیسا کہ صحیح بخاری کتاب الحدود میں موجود حدیث سے ثابت ہوتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''ایک

www.sirat-e-mustaqeem.com


مخزومیہ عورت جس نے چوری کی اس کا معاملہ قریش میں بڑی اہمیت اختیار کر گیا وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلے میں کلام کرنے کی جراءت سوائے اسامہ رضی اللہ عنہ کے اور کوئی نہیں کر سکتا جو کہ آپ کے لاڈلے ہیں، لہٰذا انہوں نے نبی ﷺ سے بات چیت کی تو آپ نے فرمایا [اتشفع فی حد من حدود الله] ''کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کی سفارش کر رہا ہے''۔ پھر لوگوں کو خطبہ دینے لگے اور فرمایا کہ [یاایھاالناس انما ضل من کان قبلکم انھم کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا سرق الضعیف منھم اقاموا علیه الحدود وأیم الله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطع محمد یدھا] ''اے لوگو، درحقیقت تم سے پہلے لوگ اس لئے گمراہ ہوئے کہ ان میں جب کوئی طاقتور چوری کر لیتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے، اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرلے تو محمد ﷺ خود اس کا ہاتھ کاٹیں گے''۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کمزور پر حد قائم کرنا بھی اللہ کا حق ہے، عدل ہے جو اس پر عمل کرے یا اس سلسلے میں سختی کرے اس پر نہ تو رد کیا جائے گا نہ ہی اس کا انکار کیا جائے گا لیکن گمراہی یہ ہے کہ حد کمزور پر تو قائم کر دی جائے لیکن طاقتور پر قائم نہ کی جائے، ان دو جماعتوں اور ان جیسی دیگر جماعتوں کی یہی روش ہے کہ اگر کوئی بے اختیار گناہ کر بیٹھے تو اس پر شدید تنقید اور نکتہ چینی کرتے ہیں لیکن اگر کوئی صاحب اقتدار گناہ کرلے تو یہ اس کے لئے عذر تراشنا شروع کر دیتے ہیں کیونکہ یہ انہی کے زیر اقتدار وزیر دست رہتے ہیں اس طبقے سے ڈرتے ہیں اور اسی سے امیدیں وابستہ کرتے ہیں پھر اگر ان کے لئے کوئی عذر نہ تراش سکیں تو اپنے لئے عذر تراش لیتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں اور برائی کو ختم کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

## قیام ملت ابراہیم علیہ السلام کا صحیح طریقہ

آپ کے سامنے دونوں جماعتوں میں موجود مشترکہ پہلو واضح ہو گیا کہ کمزور پر تو حق کو نافذ کر دیتے ہیں لیکن طاقتور سے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں لہٰذا ان کا ملت ابراہیم علیہ السلام کو مضبوطی سے تھامنے کا دعویٰ

www.sirat-e-mustaqeem.com


مشکوک ہے کیونکہ حق کا پرچار کرنے اور باطل کا رد کرنے میں رسول اللہ ﷺ کا اسوہ اس سے مختلف ہے حق کا کچھ پہلو بیان کر دینا اور کچھ سے خاموش رہنا یہ نہ تو ملت ابراہیم علیہ السلام ہے (جنہوں نے نہ جان کی کبھی پرواہ کی نہ ہی مال کی) اور نہ ہی یہ رسول ﷺ کا دعوتی طریق ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ. (حجر:94)﴾ ''آپ کو جو حکم دیا گیا اسے کھل کر بیان کریں اور مشرکین کی پرواہ نہ کریں''۔ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واصدع بما قال الرسول ولا تخف من قلة الانصار والاعوان

جو کچھ رسول نے فرمایا اس کا اعلان کرتا رہ اور ساتھیوں اور مددگاروں کی قلت سے خوفزدہ نہ ہو

واجعل كتاب الله والسنن التي ثبتت سلاحك ثم صح بجنان

اور اللہ کی کتاب اور احادیث صحیحہ کو اپنا ہتھیار بنا کر لوگوں کے عقائد درست کرتا رہ

من ذا يبارز فليقدم نفسه اومن يسابق يبد في الميدان

کون بہادر ہے جو چیلنج دے اور آگے بڑھے یا کون گھڑ سوار ہے کہ میدان میں کود پڑے

فالله نام جنده وكتابه والله كاف عبده بأمان

اللہ اپنی جماعت اور اپنی کتاب کا مددگار ہے اور اللہ اپنے بندے کو مطمئن کرنے کے لئے اکیلا کافی ہے

لاتخش من كيد العدو ومكرهم فقتالهم بالكذب والبهتان

دشمن کی سازشوں اور چالوں سے مت گھبرا ان کی لڑائی جھوٹ اور بہتان ہی ہوتی ہے

فجنود اتباع الرسول ملائك وجنودهم فعساكر الشيطان

رسول کے پیروکاروں کے لشکر فرشتے ہوتے ہیں جبکہ ان کے لشکر شیطان کے جُھنڈ ہوتے ہیں

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


واثبت وقاتل تحت رايات الهدى واصبر فنصر الله ربک داني

ہدایت کے جھنڈے تلے ثابت قدم رہ کر لڑتا رہ اور صبر کرتا رہ کہ تیرے رب اللہ کی مدد قریب ہے

ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح کبھی نہیں کہا جس طرح آج لوگ کہتے ہیں کہ ''فتنے کا اندیشہ ہے''۔﴿اَلَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا﴾''خبردار فتنے میں وہ گر چکے ہیں''(توبة:49)۔ بلکہ ابراہیم علیہ السلام کی راہ روکی گئی اور آپ کو آگ میں ڈالا گیا پھر بھی ڈٹے رہے نہ واپس پلٹے نہ ہی سست ہوئے۔خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیں ابوجہل اور آپ کی قوم سب آپ کے دشمن بن کر آپ کے خلاف برسرپیکار ہو گئے لیکن آپ کو حق کا پرچار کرنے اور ان سے اعلان دشمنی کرنے سے نہ روک سکے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ہم ایسا ہی پاتے ہیں انہیں بے گھر کیا گیا ان کے مال لوٹے گئے اور اگر انہوں نے بھی دین کو اسی طرح سمجھا ہوتا جس طرح آج کل کے لوگوں نے سمجھا ہوا ہے تو وہ بھی ابوجہل اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ زندگی گزارتے رہتے نہ وہ بے گھر کئے جاتے نہ ان کے مال چھنتے جس طرح آج کل کے داعیان دین ابوجہل کے جانشینوں کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنان دین سے مفاہمت ومصالحت کرنے کے لئے مبعوث نہیں کیا گیا تھا بلکہ لوگوں کے درمیان فرق کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا جیسا کہ صحیح مسلم **كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها باب الصفات التي يعرف بها اهل الجنة واهل النار في الدنيا** میں ایک طویل حدیث میں آپ نے فرمایا کہ [**وقال انما بعثتک لابتليک وابتلي بک .....وان الله امرني احرق قريشاً فقلت رب اذا تثلغوا راسي فيدعوه خبرة قال استخرجهم كما استخرجوک**] ''اور اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا کہ میں نے آپ کو اس لئے بھیجا تا کہ میں آپ کو آزماؤں اور آپ کے ذریعے (لوگوں کو) آزماؤں.....اور بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں قریش کو جلاؤں تو میں نے کہا اے پروردگار پھر تو وہ میرا سر کچل ڈالیں گے اور اسے روئی کی طرح پھوڑ دیں گے۔فرمایا: آپ انہیں نکال دیجئے جس طرح انہوں نے آپ کو نکالا.....معلوم ہوا کہ آپ کو

www.sirat-e-mustaqeem.net


اس لئے مبعوث کیا گیا تا کہ اللہ آپ کو آزمائے اور آپ کے ذریعے تمام انسانوں کو آزمائے اور تا کہ آپ کفار کو جلائیں اور جب نبی علیہ السلام نے خوف کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ خوف مسترد کر دیا اور حکم دیا کہ جس طرح کفار نے آپ کو نکالا ہے آپ بھی انہیں اسی طرح نکالنے کی فکر کریں۔

لہٰذا ہم عصر حاضر کے داعیان حق سے کہتے ہیں کہ تم یقین کر لو کہ دشمنان دین کے سامنے تمہارا اظہار حق اور اظہار عدوات و براءت انہیں تمہارا دشمن بنا دے گا اور انہیں تمہیں بے گھر کرنے پر مجبور کر دے گا، اور یہی اصل ملت ابراہیم علیہ السلام ہے اور ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے بھی یہی سمجھا تھا کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے کہا تھا: [لیتنی اکون حیا اذ یخرجک قومک] ''کاش میں اس وقت تک زندہ رہ سکوں جب آپ کی قوم آپ کو بے گھر کرے''۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: [او مخرجیّ هم ؟!] ''کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟!'' انہوں نے جواب دیا [نعم انه لم یات رجل قط بمثل ماجئت به الا عودي] ''ہاں کیونکہ آپ جیسی دعوت جو بھی لایا اس سے دشمنی کی گئی''۔ (صحیح البخاری)

## فصل: اقامت دین چاپلوسیاں اور خاموشیاں اختیار کرنے سے نہیں بلکہ حق کا اعلان کر کے اور تکالیف پر صبر کر کے ہی ممکن ہے۔

موجودہ دور کے داعیان حق کو جان لینا چاہئے کہ دنیا میں اللہ کی مدد اور آخرت میں جنت کا حصول اسی راہ پر چل کر ممکن ہے جس سے وہ فرار چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَّسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ. (بقرہ:214)

''کیا تم سمجھ رہے ہو کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے اور اب تک تمہارے پاس ان لوگوں کی خبریں نہ آئیں جن پر مالی اور جسمانی تکالیف اس قدر آئیں کہ رسول اور اس کے ساتھی کہنے لگے اللہ کی مدد کب آئے گی خبردار اللہ کی مدد قریب ہے''۔

غزوہ احزاب کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ بات اچھی طرح سمجھ چکے تھے اللہ تعالیٰ ان کے متعلق

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


فرماتا ہے:

وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا. (احزاب:22)

''اور جب مومنوں نے لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے اسی کا وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور اس صورت حال نے انہیں ایمان اور فرمانبرداری میں اور بڑھا دیا''۔

یہ ان مومنین کی حالت ہے جنہیں اپنے رب کے وعدوں پر مکمل یقین تھا لیکن یہاں کچھ معذور لوگ بھی ہیں جو حوصلہ شکنیاں کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنی طرح ہر طرح کی تکلیف اور مشقت سے دور رہنے کی دعوت دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ انہی کے اسلاف کے متعلق فرماتا ہے:

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَ لَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا. (احزاب:18)

''اللہ تم میں سے ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو ٹال مٹول کرنے والے اور اپنے بھائیوں سے کہنے والے ہیں کہ ہماری طرف آؤ اور مشقت والے کام پر وہ بہت ہی کم آتے ہیں''۔

کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر ظالموں کے سامنے ان کے ظلم کا اظہار کریں گے تو آزمائش کا شکار ہو جائیں گے، لہٰذا انہوں نے اس پہلو کو اپنایا جس سے وہ ظالموں کو راضی رکھ سکیں اور وہ اس پر ان سے متفق ہو جائیں اور یہ بات تو سبھی جانتے ہیں کہ ان کے حکمران اللہ کا نازل کردہ قانون ناپسند کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ اس کی مخالفت جو کرتے ہیں اللہ ان کی صفات بیان فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَ اَمْلٰى لَهُمْ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ، فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَاۤ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ

www.Sirat-e-mustaqeem.com


فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ. (محمد:25-28)

''جولوگ اپنے لئے ہدایت واضح ہوجانے کے بعد بھی اپنی پشتوں کے بل مرتد ہوگئے شیطان انہیں ان کے اعمال خوشنما کر کے دکھاتا ہے اور انہیں آسرے دیتا ہے ایسا اس لئے کہ انہوں نے ان لوگوں سے کہا جو اللہ کے نازل کردہ دین کو ناپسند کرتے ہیں کہ ہم بعض معاملات میں عنقریب تمہاری اطاعت کریں گے۔ اور اللہ ان کے دلوں میں چھپے رازوں کو جانتا ہے تو جب فرشتے ان کے چہروں اور ان کی پشتوں پر ضربیں لگا رہے ہوں گے اس وقت کیا عالم ہوگا کہ یہ اس لئے کہ وہ اس راہ پر چلے جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اسے راضی کرنا ناپسند کیا سو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر ڈالے''۔

تفسیر اضواء البیان میں امام شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ آیات ہر اس بات کے متعلق عام ہیں جس پر ان کے الفاظ دلالت کریں اور اس میں موجود ہر وعید بھی ہر اس شخص کے عام ہیں جو اللہ کے نازل کردہ دین کو ناپسند کرتا ہو.....

**ایک اھم تنبیہ :** عصر حاضر کے ہر مسلمان پر سورۃ محمد کی ان آیات پر غور وفکر کرنا اور ان میں موجود وعیدوں سے بچنا واجب ہے کیونکہ عصر حاضر کے بہت سے نام نہاد مسلمان بلاشبہ ان آیات میں موجود وعیدوں کے مستحق ہیں اس لئے کہ مشرق ومغرب کے سارے ہی کافر اللہ کے نازل کردہ کو ناپسند کرتے ہیں یعنی ''قرآن'' اور ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث'' کو لہٰذا اللہ کے نازل کردہ کو ناپسند کرنے والے ان کافروں سے جو بھی کہے کہ بعض معاملات میں ہم تمہاری مانیں گے مثلاً وہ لوگ جو وضعی قوانین (اپنی خواہشات اور مفادات کے مطابق بنائے ہوئے قوانین) پر چلتے ہیں اور اس طرح ان لوگوں کی اطاعت کرتے ہیں جو اللہ کے نازل کردہ کو ناپسند کرتے ہیں تو بلاشک وشبہ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں فرشتے موت دیتے وقت ان کے چہروں اور پشتوں پر مارتے ہیں اور جو اللہ کو ناراض کر دینے والی راہ پر چلتے ہیں اور اسے راضی کرنا پسند نہیں کرتے اور جن کے اعمال اللہ برباد کر ڈالتا ہے لہٰذا ان لوگوں میں داخل ہونے سے مکمل طور پر اجتناب کیجئے جو مشرق ومغرب کے کفار سے کہتے ہیں کہ بعض معاملات میں

www.sirat-e-mustaqeem.com


ہم عنقریب تمہاری ہی مانیں گے۔

## سچا دعویٰ ایمان یا محض خوش فہمی

ہم کہتے ہیں کہ یہ لوگ بظاہر ایمان ہی کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اللہ نے ان کے اس دعویٰ ایمان کو زعم یعنی خوش فہمی قرار دیا ہے کیونکہ انہیں اللہ کے نازل کردہ کے بغیر حکم کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا بلکہ وہ اس پر دل سے راضی ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور ان لوگوں کو اہل ایمان سے زیادہ ہدایت یافتہ قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَ قَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ وَ يُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّضِلَّهُمۡ ضَلٰلًا بَعِيۡدًا. (النساء:60)

''اے نبی کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اس خوش فہمی میں ہیں کہ وہ اس پر جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور اس پر جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا ایمان رکھتے ہیں جبکہ (دل سے) چاہتے ہیں کہ طاغوت کے پاس فیصلے کے لئے جائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کے ساتھ کفر کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں لا پھینکے''۔

اس آیت میں ان کی اس چاہت کی بناء پر ہی اللہ نے ان کے دعویٰ ایمان کو زعم (یعنی خوش فہمی) قرار دیا تو جو اپنی مملکت میں طاغوت (یعنی وضعی قوانین) کو ایجاد کر کے اس پر راضی اور خوش ہو جائے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دے اس کے دعوی ایمان کو خوش فہمی نہیں تو اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ اور ان کے مقرر کردہ داعیان دینی کا اس پر خاموشی اختیار کرنا اور لوگوں کو ان سے نہ بچانا ان ظالموں کی اطاعت کا ہی لازمی نتیجہ ہے کیونکہ وہ انہیں اللہ کے نازل کردہ کے بغیر اپنے بنائے ہوئے طاغوتی قوانین اور کفار سے دوستیاں لگا کے، اور مشرکین کو اپنا بھائی قرار دینے اور اس طرح کے دیگر امور کے متعلق کسی طرح کی گفتگو کرنے سے منع کرتے ہیں جبکہ ان کی یہ خاموشی نبی ﷺ کی سیرت کے منافی ہے جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے۔

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


# فتنوں کے اس دور میں ایمان کی حفاظت

میرے بھائی ان امور سے واقف ہونا آپ پر فرض ہے آپ اپنے آپ کو کتاب وسنت پر پیش کریں اوران دھوکہ بازوں کے دھوکے میں نہ آئیں جو اللہ کے اس فرمان سے اعراض کرتے ہیں۔فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً.(بقرہ:208)

''اے ایمان والو اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ''۔

ان لوگوں کی حالت تو یہ ہے کہ جہاں مفاد ہو وہاں اسلام میں داخل ہو گئے اور جہاں مشقت اور مشکلات دکھائی دیں وہاں اسلام سے منہ موڑ لیا جیسا کہ سورۃ محمد کی آیات نمبر 26 تا 28 میں بیان کیا گیا ہے اور جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:[بادروا بالاعمال فتناً كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مومنا ويمسي كافرا ويمسي مومنا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدينا ]''لوگوں رات کے اندھیروں کی طرح چھا جانے والے فتنوں کی آمد سے پہلے پہلے اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاؤ (ان فتنوں میں مبتلا ہو کر) آدمی صبح مومن ہوگا اور شام تک کافر اور شام کو مومن ہوگا اور صبح تک کافر اپنے دین کو دنیا کے چند ٹکوں کے عوض بیچ ڈالے گا''(مسلم)۔اراس دھوکے میں مت رہیں کہ لوگ ان کی تعریفیں کرتے ہیں۔اس لئے کہ نبی علیہ السلام خود ایسے لوگوں کی نقاب کشائی کرتے ہیں۔صحیح البخاری کتاب الفتن میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:[ان الامانة نزلت في جذر قلوب الرجال ثم علموا من القرآن ثم علموا من السنة] وحدثنا عن رفعها قال:[ ينام الرجل النومة فتقبض الامانة من قلبه فيظل اثرها مثل الوكت ثم ينام النومة فتقبض فيبقى فيها اثرها مثل اثر المجل كمجرد حرجته على رجلك فنفط فتراه منبترا وليس فيه شئ ويصبح الناس يتبايعون فلا يكاد احد يودي الامانة فيقال ان في بني فلان رجلا امينا ويقال للرجل ما اعقله؟! وما اجلده؟! ومام اظرفه؟! وما في قلبه حبة خردل من الايمان ]''امانت(دین)جب لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں داخل ہو جائے تب انہیں قرآن وسنت کا صحیح علم ہوتا ہے حذیفہ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ

www.Sirat-e-mustaqeem.com


نے ہمیں اس امانت کے اٹھائے جانے کے متعلق بیان فرمایا لہٰذا فرمایا آدمی ایک بار سوئے گا کہ امانت اس کے دل سے اٹھالی جائے گی بس اس کا نشان رہ جائے گا جیسے سفیدی میں سیاہی کا نشان اس کے بعد وہ پھر سوئے گا تو امانت مکمل طور پر اٹھالی جائے گی بس اس کا ہلکا سا نشان رہ جائے گا جیسے آبلے کا نشان جیسے تو انگارے کو اپنی ٹانگ پر لڑھکائے تو آبلہ پڑ جائے پھر تو اسے کاٹ کر دیکھے تو اس میں سے کچھ نہ نکلے اور لوگ ایک دوسرے سے تجارت کریں گے ان میں ایک بھی امانت ادا کرنے والا نہ ہوگا پھر کہا جائے گا کہ فلاں قبیلے میں ایک امانت دار شخص ہے اور اس آدمی کے متعلق کہا جائے گا کہ کس قدر عقل مند ہے اور کس قدر مضبوط ہے اور کس قدر بامروت ہے حالانکہ اس دل میں رائی دانے جتنا بھی ایمان نہ ہوگا''۔اس حدیث سے آپ کے سامنے یہ بات پوری طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ امانت کی اللہ کے ہاں بڑی عظیم شان ہے اور دین سب سے بڑی امانت ہے جو انسان نے اٹھا رکھی ہے۔حافظ ابن حجر فتح الباری 39/13 میں فرماتے ہیں:''ایسا خائنوں کے ساتھ میل جول رکھنے کی وجہ سے ہوگا کیونکہ ہر ایک اپنے تعلقدار کی راہ اپناتا ہے''۔حدیث میں مذکور شخص لوگوں کی نگاہ میں بڑا ہی عقلمند اور بہادر اور ظریف ہوگا لیکن حقیقت میں اس کا دل ایمان سے خالی ہوگا۔نیز نبی ﷺ نے اس کی ظاہری حالت کو اس آبلے سے تشبیہ دی جو بظاہر پھولا ہوا ہوتا ہے لیکن کاٹنے میں اس میں سے سوائے ہوا کے کچھ برآمد نہیں ہوتا۔

## ایک اور جماعت

اور تیسری جماعت بھی رسول اللہ ﷺ کے خلاف برسرراہ ہے ان کا بنیادی مقصد نظریاتی غلبہ حاصل کرنا ہے ان کے اہم اصولوں میں ایک یہ بھی ہے کہ بہت سے مختلف پردوں کے پیچھے چھپے رہو اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے زیر کنٹرول کام کرنے والوں کو دھوکے میں رکھیں جبکہ نبی ﷺ نے فرمایا:[لاعذر فی الاسلام]''اسلام میں دھوکہ نہیں ہے''(صحیح مسلم)۔(یعنی کسی کو دھوکے میں رکھ کر مسلمان بنانا جائز نہیں ہے۔مترجم)۔ایسے ہی غزوہ خیبر کے متعلق صحیح بخاری میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں فرمایا کہ:[فادعهم للاسلام]''پس تو انہیں اسلام کی طرف بلانا''۔ایسے ہی لوگ جب

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


کسی موحد کو توحید کی دعوت دیتے ہوئے اور شرک و بدعت کی مذمت بیان کرتے ہوئے اور احادیث ضعیفہ سے بچ کر احادیث صحیحہ بیان کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس نے اسلام کو مکمل طور پر نہیں سمجھا اور پھر اس پر طرح طرح کی تنقیدیں کرنے لگتے ہیں اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کر دیتے ہیں کہ معاملہ تو اس سے بھی بڑھ کر ہے یعنی کمیونزم۔

## فرقہ ناجیہ کی چند صفات

تو ہم ان لوگوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ خالق کے وجود کا اقرار تو مشرکین عرب بلکہ ابلیس ملعون بھی کرتا ہے لیکن کیا یہ اقرار انہیں کچھ نفع دے گا؟ ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرقہ ناجیہ (73 فرقوں میں سے ایک وہ فرقہ جو نجات پائے گا) کی جو صفات بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے [ظاهرين على الحق ] ''حق پر آشکار رہیں گے''۔ یعنی علانیہ حق پر ہوں گے نہ کہ چھپ کر رہیں گے، خود رسول ﷺ بھی اپنی دعوت اور اپنے دین کا اعلان و اظہار فرماتے اور کفار سے دشمنی اور بیزاری کا برملا اعلان کرتے تھے یہی اصل ملت ابراہیم علیہ السلام ہے اسی لئے آپ کو اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تکالیف سے دوچار ہونا پڑا جبکہ آپ کو تو ہر جگہ بطور ملازم یا مبلغ یا ٹیچر یا فوجی یا رپورٹر قبول کر لیا جاتا .....جبکہ آپ لوگ اگر ان کے سامنے برملا عداوت و براءت کا اظہار کرو تو وہ آپ کو نہ صرف مسترد کر دیں گے بلکہ بدترین تشدد بھی کریں گے آپ کو اس صورت میں مناصب و اعزازت سے بھی نہیں نوازیں گے بلکہ نکال باہر کریں گے اور تمہارے چیدہ چیدہ لوگوں کو قتل کر دیں گے جیسا کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوا کیونکہ آپ کی دعوت کی بنیاد یہی تھی۔

## نا قابل قبول اعذار

علاوہ ازیں تمام جماعتیں (۱): افرادی قوت کی قلت۔ (۲): مادی تیاری کے فقدان۔ اور (۳): دشمن کا اپنے بے پناہ طاقت کے وسائل اور عددی کثرت اور تربیتی برتری کی بدولت قابض ہو جانے کے خوف کو عذر بناتی ہیں۔ جبکہ یہ کسی بھی طرح عذر نہیں بن سکتے افرادی قوت کی کمی اس لئے

www.sirat-e-mustaqeem.com


عذر نہیں کہ 13 سال تک مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہر طرح کے تشدد کا نشانہ بنتے رہے۔ ہمیں بتایئے ان کی تعداد کتنی تھی؟ پھر بھی کیا رسول اللہ ﷺ نے انہیں خاموش رہنے اور مصالحت کر لینے اور مادی دنیا کی زیادہ سے زیادہ حصول کی طرف توجہ دینے اور اپنے دشمنوں کے ساتھ مل کر کام کاج کرنے کی اجازت دی تھی؟ کیا انہیں کفار کو دھوکے میں رکھ کر ان کے اہم ترین مراکز پر کنٹرول حاصل کر لینے کی ترغیب دی تھی؟ یا نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس طرح کی کوئی مضبوط پلاننگ کر کے دی تھی جس طرح کی آپ منصوبہ سازیاں کرتے ہیں جن کے نتائج ہم دیکھ اور بھگت چکے ہیں؟ جبکہ محمد ﷺ کی دعوت کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہ تھی اس کے نتائج بھی دیکھ لیں کہ آپ کے ساتھ بہت کم صحابہ رضی اللہ عنہم تھے پھر بھی ان سے روم اور فارس خوفزدہ تھے جو آج کل روس اور امریکا کی طرح طاقتور تھے اس کا اندازہ ان سوالات سے لگائیں جو شہنشاہ روم ہرقل نے ابوسفیان سے کئے اور پھر ان کے جوابات کا جو تجزیہ اس نے پیش کیا وہ بھی ملاحظہ کیجئے صحیح البخاری 7/1 کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ ہرقل نے کہا:

**سوال** میں نے تجھ سے پوچھا تھا کیا امیروں نے اس کی اتباع کی ہے یا کمزوروں نے؟

**جواب** تو نے کہا کہ کمزور لوگوں نے اس کی اتباع کی ہے۔

**تجزیہ** رسولوں کے تابعدار یہی لوگ ہوا کرتے ہیں۔

**سوال** میں نے تجھ سے پوچھا کیا اس سے غداری کی گئی؟

**جواب** تو نے کہا کہ نہیں۔

**تجزیہ** ایسے ہی ہوتا ہے رسولوں کے ساتھ غداری نہیں کی جاتی۔

آخر میں ہرقل نے کہا کہ: ''اگر تیرے جوابات درست ہیں تو عنقریب وہ میرے ان قدموں کی جگہ کا بھی مالک بن جائے گا''۔

ہرقل کی علمیت وبصیرت پر غور کیجئے وہ جان گیا کہ نبی ﷺ کا معاملہ غالب ہو کر رہے گا حالانکہ یہ بھی جان چکا تھا کہ آپ کے تابعدار کمزور لوگ ہیں اور اس نے نہ تو ان کی تعداد کے متعلق پوچھا نہ ہی ان کی قوت یا حامیوں کے متعلق کچھ پوچھا تو کیا نبی ﷺ کا معاملہ غالب آیا یا نہیں؟ یقیناً آیا دین اسلام

www.sirat-e-mustaqeem.com


غالب ہوا حتی کہ روم اور فارس جو اس وقت آج کل کی سپر طاقتوں روس اور امریکہ کی طرح تھے ان پر بھی اپنی حکومت قائم کر لی۔لیکن تم لوگ چونکہ ملت ابراہیم علیہ السلام کو ترک کر چکے ہو اور اس کی خلاف ورزی کر رہے ہو اور اسے بدل رہے ہو اس لئے ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ تمہارا معاملہ کبھی غالب نہ ہو سکے گا اگر تم کہو کہ کیوں غالب نہ ہو سکے گا؟ تو ہم کہیں گے اس لئے کہ تم دھوکہ دینے کے منصوبے بناتے ہو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تابعدار دھوکے نہیں دیتے اور تم لوگ اپنی نظر میں حساس اور طاقتور اداروں کے افراد کا انتخاب کرتے ہو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار کمزور لوگ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں فرق کرنے والے تھے جیسا کہ صحیح بخاری کی حوالے سے پیچھے حدیث میں گزرا ہے ایسے آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی سب لوگوں سے الگ ہو چکے تھے جیسا کہ صحیح بخاری ہی کے حوالے سے پیچھے حدیث میں گزرا ہے کہ وہ بروز قیامت اپنے رب سے کہیں گے کہ:[فارق الناس ونحن اشد حاجة اليهم ]''ہم سب لوگوں سے اس وقت بھی الگ رہے جب ہمیں ان کی شدید ضرورت تھی''۔جبکہ تم تو سب لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہو اور وہ سب ہی تمہارے نزدیک مسلمان ہیں خواہ ان کے عقائد ونظریات اور اعمال وکردار باہم کتنے ہی مختلف ہوں یہ سب غیر اہم ہے۔اہم یہ ہے کہ وہ قوم کی صفوں میں متحد ہو جانے اور عالی اعزازات حاصل کرنے اور دھوکے سے مختلف اداروں پر قبضہ کر لینے پر تم سے متفق ہوں تا کہ تم اپنی مزعومہ اسلامی ریاست قائم کر سکو۔جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہج کو علانیہ بیان کرنے،اور لوگوں کا بائیکاٹ کرنے کے باوجود بھی اسلامی ریاست قائم کر کے دکھائی چند صحابہ رضی اللہ عنہم قتل کئے گئے اور چند ہی قید کئے گئے اور تم لوگ ہو کہ اپنے عقائد چھپاتے ہو اور مشرکین کی صفوں میں داخل ہو کر اتحاد بھی کر لیتے ہو اور ہر طرح کی چالیں بھی چلتے ہو پھر بھی اپنی مزعومہ اسلامی ریاست قائم نہ کر سکے جبکہ تمہارے ہزاروں لوگ غداری کی تحریکوں میں قتل بھی کئے جا چکے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ تم اب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو نہیں سمجھ سکے کہ:[لايلدغ المومن من حجر واحد مرتين ]''مومن ایک ہی سوراخ سے دوبارڈسا نہیں جا سکتا''(بخاری ومسلم)۔ہم تم سے وہی بات کہتے ہیں جو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمائی کہ:[لايصلح أخر هذه الامة بما صلح به

www.sirat-e-mustaqeem.com


اولھـــا ]''اس امت کا آخری حصہ اسی ذریعے سے درست ہوگا جس ذریعے سے اس کا ابتدائی حصہ درست ہوگیا''۔ نیز نبی ﷺ نے فرمایا:[لاتـــزال طـائـفة مـن امتـی عـلـی الحق ظاهـرين لايـضـرهـم من خالفهم حتى ياتى امر الله ]''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر ظاھر رہے گا ان کی مخالفت کرنے والا انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا حتی کہ اللہ کا حکم آجائے گا''۔(بخاری ومسلم)

## شاہراہ نصرت دین

نصرت دین کا منہج تین امور پر مشتمل ہے۔

① اللہ عزوجل کی دعوت توحید میں ہم حق کہیں اور شرک وبدعت اور مشرکین وبدعتیوں سے دشمنی رکھیں اور ان سے براءت کا اظہار کریں، اور صرف اور صرف محمد ﷺ کی اتباع کریں۔

② ایسا کرنے سے تکالیف سہنی ہوں گی اور بے گھر ہونا پڑے گا مال بھی گنوانے پڑیں گے اور پھر ہجرت کر کے کسی ایک جگہ جمع ہو جائیں گے۔

③ اس کے بعد جنگ ہوگی۔

ان تینوں امور کے دلائل درج ذیل ہیں:

اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿اِنَّ الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْا وَ الَّـذِيْـنَ هَـاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (بقرة:218)﴾''یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور جن لوگوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ غفور رحیم ہے''۔

نیز فرمایا:﴿اِنَّ اللّٰهَ يُـدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ(۳۸) اُذِنَ لِـلَّـذِيْـنَ يُـقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ(۳۹) ۙالَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَـارِهِـمْ بِـغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَـوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَـقَـوِيٌّ عَزِيْزٌ(۴۰) اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ

www.Sirat-e-mustaqeem.com


اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ. (حج:38-41)﴾ ''یقیناً اللہ خود ہی مومنوں کا دفاع کرتا ہے بے شک اللہ ہر خیانت کرنے والے ناشکرے کو پسند نہیں کرتا جن لوگوں سے لڑائی کی جارہی ہے انہیں (مقابلے کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر یقیناً قادر ہے ان لوگوں کو جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکال دیا گیا کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے ختم نہ کرتا تو عبادت خانے گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کی عبادت خانے اور وہ مسجدیں بھی ویران کردی جاتیں جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اس کی مدد کریں بے شک اللہ طاقتور ہے غلبے والا ہے۔ وہ لوگ جنہیں اگر ہم زمین پر اقتدار دیدیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکاتیں دیں اور نیکی کا حکم اور برائی سے منع کریں اور سارے کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے''۔

نیز فرمایا: ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (نحل:110)﴾ ''پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے آزمائش میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی اور صبر کیا یقیناً آپ کا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا رحم کرنے والا ہے''۔

نیز فرمایا: ﴿وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ. (نحل:41)﴾ ''اور جن لوگوں نے ظلم کئے جانے کے بعد اللہ کے لئے ہجرت کی ہم انہیں دنیا میں اچھائی ضرور دیں گے اور آخرت کا ثواب تو اس سے بڑا ہے اگر وہ جانتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں''۔

اب آپ کے سامنے اس سلسلے میں نبی ﷺ کی سیرت پیش کی جاتی ہے کہ آپ نے سب سے پہلے برملا حق کا اعلان کیا پھر آپ کو بے گھر کیا گیا پھر آپ نے قتال کیا اس کے بعد اللہ کی مدد آن پہنچی۔ اور جب نبی ﷺ نے بیعت لیتے وقت اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ [وان تقولوا بالحق لا

www.sirat-e-mustaqeem.com


تخافون فی اللہ لومة لائم ]''اور یہ کہ تم حق کہتے رہو گے اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہو گے (بخاری و مسلم)''۔تو اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ نے اس سے یہی مفہوم اخذ کیا تھا اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والے اپنے بقیہ ساتھیوں سے کہا کہ ''انہیں آج یہاں سے نکال کر لے جانے کا معنی ہو گا سارے عرب سے علیحدگی ،تلواروں کی مار،اور تمہارے چیدہ چیدہ افراد کا قتل (بیہقی بسند حسن)''۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش رہے اور اسعد بن زرارۃ کی خاموش تائید کی اور پھر واقعتاً ایسا ہی ہوا مگر اس سب کے بعد اللہ کی مدد آئی پھر کچھ ہی عرصے میں یہی لوگ دنیا میں ساری زمین اور آخرت میں جنت کے وارث بن گئے۔

**خلاصہ بحث :** حاصل بحث یہ ہے کہ:

① شرک اور مشرکین سے برملا اظہار عداوت و براءت کرنے والا زمین پر بسنے والے سرکشوں کی دشمنی مول لینے کے لئے اپنے آپ کو ہمہ وقت تیار رکھے یہی ملت ابراہیم کا خاصہ ہے۔

② جو اقوال و افعال اور عقائد و اخلاقیات میں خالصتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا تو مذہبی جنونی متعصبین (جو اس منہج کے بدلے اقوال الرجال کو ترجیح دیتے ہیں )اس کے دشمن بن جائیں گے۔ہمارے دعویٰ نمبر ایک کی مزید تحقیق کے لئے کتاب ''مجموعۃ التوحید'' میں ''حکم موالاۃ اہل الاشراک'' اور ''الفکاک من موالاۃ المرتدین واہل الاشراک'' ملاحظہ فرمائیں اور دعویٰ نمبر دو کی مزید تحقیق کے لئے تفسیر اضواء البیان از امام شنقیطی رحمہ اللہ میں سورۃ محمد کی تفسیر ملاحظہ کریں۔

## منہج حق کس طرح معلوم کریں؟

یہ بات بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ حجت قبول کئے بغیر اور حدیث صحیح اختیار کئے بغیر آپ ان اصولوں کو بالکل نہیں سمجھ سکتے کیونکہ اگر اس سلسلے میں آپ علماء کے اقوال پر اعتماد کریں گے نہ کہ حدیث صحیح پر تو فریق مخالف بھی اپنے علماء کے اقوال پیش کرے گا نہ کہ دلیل صحیح۔لہٰذا محض اپنے فہم پر اعتماد نہ کریں بلکہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے علماء کے فہم سے مدد لیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم نصوص کو مقدم رکھیں ایسے ہی ان علماء کے فہم کو بھی جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلے۔مگر یہ سب بھی ثابت شدہ دلائل کے

www.sirat-e-mustaqeem.com


ذریعے ہی ہو۔اور وعدے اور وعیدوں کے متعلق وارد شدہ آیات واحادیث صحیحہ کو ظاہر پر ہی برقرار رکھیں اور جب تک کوئی مسلمان کسی گناہ کو حلال اور جائز نہ سمجھے اس وقت تک اس گناہ کے ارتکاب کے سبب اسے کافر قرار نہ دیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ تمام گناہوں کو جس کے لئے چاہے گا معاف فرمادے گا سلف صالحین کا بھی یہی موقف ہے۔

اس سلسلے میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الشافیہ فی مسألۃ الایمان'' میں بہت سے دلائل نقل کئے ہیں انہیں ملاحظہ کیجئے۔

## حق پر استقامت کیسے اختیار کریں؟

یہ سب کرنے کے بعد اپنے دل کو اس بات پر آمادہ کرلیں کہ جاہلوں سے واسطہ نہ رکھیں گے،اور تکفیری ہونے کے جو الزامات وہ آپ پر لگاتے ہیں ان کی طرف توجہ نہ دیں گے۔ایسا کرنے پر عنقریب علماء سو آپ سے فرار ہونا شروع ہوجائیں گے اور آپ کو مختلف نام دینے لگیں گے اور طبقہ اشرافیہ یعنی حکمران طبقے کے پاس آپ کو خارجی کہیں گے تاکہ وہ آپ کو قتل کرکے ان کے میدان چھوڑ دیں جیسا کہ برادران یوسف کی سیرت ہے۔اور طبقہ علماء کے پاس آپ کو ظاہری کہیں گے:

فاصبر عليه وكن بربك واثقا

لیکن آپ صبر کریں اور اپنے رب پر اعتماد کئے رہیں

هذا الطريق الى الهدى والسؤدد

کیونکہ یہ ہی ہدایت کی سیدھی شاہراہ ہے

البتہ اگر وہ کبھی حق پر ہوں تو آپ کی ان سے نفرت آپ کو اس حق کو رد کرنے پر آمادہ نہ کرے۔معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا[خذ الحق ممن جاء به ، فان الحق عليه نور]''حق جو بھی لائے اسے لے لو کیونکہ حق پر نور اترتا ہے''۔نور سے مراد اللہ کی کتاب اور حدیث صحیح سے دلیل ہے اور آپ تو ایسے دور میں ہیں اگر شیطان بھی دولت خرچ کرے تو اسے بھی ایسے داعیان حق مل جائیں گے جو اعلیٰ اعزازات،عہدوں اور دولت کے عوض اسے بھی کوئی نہ کوئی اسلامی منصب عطا کردینگے،ابلیس ملعون

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


بھی اللہ کے خالق ہونے، مرنے کے دوبارہ زندہ کئے جانے، اور اللہ کو کسی واسطے وسیلے کے بغیر پکارنے کا اقرار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فرماتے ہیں ﴿قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ. (ص:79)﴾ ''شیطان نے کہا اے میرے رب مجھے اس دن تک مہلت دے جس دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا''۔ شیطان کے زرخرید داعیان اور مبلغین ان تینوں امور کے متعلق کلام کر کے اسے بھی اسلام میں کوئی نہ کوئی حصہ دے ہی دیں گے جیسا واعظین اور خطباء اس شخص کے پاس بھی موجود تھے جس نے کہا تھا کہ ''قرآن میں آپس میں اختلاف ہے'' ایسے ہی اور بہت سے باطل دعوے کئے تھے جنہیں ہم ذکر کرنا نہیں چاہتے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ لوگوں کو ہدایت دینے کا ارادہ کیا کبھی بھی لوگوں میں کوئی مقام حاصل کرنے یا لوگوں کی نظروں میں آنے کی کوشش نہیں کی ارشاد فرمایا [من يرائي يرائي الله به ومن يسمع يسمع الله به] ''جو دکھلاوا چاہے گا اللہ اس کا دکھلاوا کرے گا اور جو شہرت چاہے گا اللہ اسے مشہور کر دے گا'' (صحیح البخاری)۔ نیز ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص ثواب اور شہرت دونوں کا طالب ہو کر نکلے تو اسے کیا ثواب ملے گا آپ نے فرمایا [لا شيء له] ''اسے کچھ نہیں ملے گا''۔ اس بات کو تین مرتبہ دہرایا اور پھر فرمایا [انما يتقبل الله من العمل ما كان خالصا وارید به وجهه] ''حقیقتاً اللہ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص ہو اور اس کے ذریعے اس کی خوشنودی مراد ہو'' (سنن ابی داؤد بسند صحیح)۔ نیز تکبر سے بھی بچ کر رہیں اور حق کو مسترد کر دینا تکبر ہے نبی ﷺ نے فرمایا [ان الله اوحى الى ان تواضعوا حتى لا ينبغي احد على احد ولا يفخر احد على احد] ''بے شک اللہ نے میری طرف وحی کر کے فرمایا کہ لوگو عاجزی اختیار کرو حتی کہ کوئی بھی کسی پر بھی سرکشی نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے'' (مسلم)۔

ان مذکورہ صفات کو اپنا لیجئے اور پھر اپنے عمل پر بھی فخر مت کریں یہ خود پسندی ہے اور نبی ﷺ نے چند ایسی باتوں کا تذکرہ کیا جو انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہیں ان میں ایک یہ بھی فرمایا کہ [واعجاب المرء نفسه] ''اور آدمی خود کو پسند کرے (یعنی خود پسندی)'' (طبرانی بسند صحیح)۔ میری

www.sirat-e-mustaqeem.com


آپ کو نصیحت ہے کہ اللہ نے اس دین کو ہمارے لئے منتخب کیا ہے اور ہم پر اس کی مدد کرنا فرض کیا ہے اور اگر ہم نے اس کی مدد کی تو ہم سے مدد کا وعدہ کیا ہے۔ ابن سحمان رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے۔

علی الدین فلیبک ذوو العلم والتقی
اہل علم اور متقی پرہیز گاروں کو دین پر رونا چاہیے ہے
فقد طمست اعلامه فی العوالم
کیونکہ اس کائنات میں اس کے نشانات مٹتے جارہے ہیں
وقد صار اقبال الوری واحتیالهم
اور ساری خلقت کی توجہ اور کوششیں
علی هذه الدنیا وجمع الدراهم
اس دنیا اور دولت جمع کرنے کی طرف لگ چکی ہیں
واصلاح دنیاهم بافساد دینهم
ان کی دنیا اپنے دین کو برباد کرکے ہی سنور سکتی ہے
ومحصول ملذو ذاتهم والمطاعم
اور اسی طرح ہی انہیں ہر طرح کی لذتیں اور کھانے پینے حاصل ہو سکتے ہیں
یعادون فیها بل یوالون لاجلها
اسی کی بنیاد پر دشمنی کرتے ہیں بلکہ دوستی بھی اسی کی خاطر کرتے ہیں
سواء لدیهم اهل التقی والجرائم
ان دنیاداروں کے نزدیک متقی پرہیز گار اور مجرم دونوں برابر ہیں
وملة ابراهیم غودر نهجا.....
اور اصل ملت ابراہیم علیہ السلام کے منہج کو دھوکے میں چھپا دیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

www.sirat-e-mustaqeem.com


يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ. (مائدہ:54)

''اے ایمان والوتم میں سے جوبھی اپنے دین سے پلٹ گیا تو (وہ یہ نہ سمجھے کہ اللہ کا یا اس کے دین کا کچھ بگاڑ لے گا) عنقریب اللہ ایسی قوم پیدا کردے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے مومنوں کیلئے نرم اور کفار کے لئے سخت ہوں گے اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہ ڈریں گے''۔

## حق غالب ہوکر رہتا ہے

میرے بھائی اچھی طرح سمجھ لیں کہ اللہ نے اس دین کی حفاظت اور مدد کرنے وعدہ کیا ہے لہٰذا فتنوں کے دور میں اور ان مشکل لمحات میں اس دین کے مخالفین کی کثرت سے دھوکہ مت کھایئے اس لئے کہ یہ شدت اللہ کی مدد قریب ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں بیان کیا ہے۔اور لوگوں کا اللہ کے دین سے پلٹ کر دشمنان دین کی دوستیوں میں لگ جانا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ عنقریب ان لوگوں کو مٹا کر وہ لوگ لائے گا جو آیات میں مذکورہ صفات سے متصف ہوں گے لہٰذا ثابت قدم رہیے ممکن ہے اللہ آپ کو بھی ان میں شامل کرلے۔اور آپ کو حکم بھی یہی دیا گیا لہٰذا اس حکم پر عمل کرنے والوں میں سب سے پہلے بن جایئے۔اور یہ بھی جان لیں کہ جو شکست خوردہ ہو دوبارہ مقابلے کے وقت سابقہ شکست کے اسباب اس کی راہ میں حائل نہیں ہو پاتے جیسا کہ غزوہ حنین کے دن جب امیر لشکر نے لشکر کے ساتھ ان کے اموال، اولاد اور ان کی بیویوں کو بھی ساتھ ہی لے لیا تاکہ لشکر والے شکست کھا کر بھاگنے کا سوچیں بھی نہیں تو اس موقع پر درید بن صمہ نے اپنے امیر سے کہا کہ [ویحک ان المنهزم لا یمنعه شئ ] ''تیری خرابی ہو شکست خوردہ کو کوئی بھی شئ روک نہیں سکتی''۔آپ سابقہ آیت اور اس میں موجود مومنین کی صفات اور اسباب نصرت پر غور وفکر کریں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلی صفت یہ بیان کی ہے کہ

www.sirat-e-mustaqeem.com


① ''اللہ ان سے محبت کرتا ہوگا''۔دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ اس محبت کے حصول کی وجہ بیان کرتا ہے کہ ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. (آل عمران:32)﴾ ''اے نبی آپ کہہ دیجئے لوگوں اگر تم اللہ کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بھی بخش دے گا''۔

② دوسری صفت یہ بیان کی کہ ''وہ مومنوں کے لئے نرم اور کفار کے لئے سخت ہوں گے''۔یعنی آج کل کے بہت سے نام نہاد مسلمانوں کے برعکس وہ مومنوں کے لئے نرم اور کفار کے لئے سخت ہوں گے اور آیت میں مذکور جہاد عام ہے خواہ جہاد بالنفس ہو یا جہاد بالشیطان ہو یا جہاد بالمنافقین ہو یا کفار کے خلاف جہاد ہو۔نفس کے ساتھ جہاد کا معنی ہے کہ آپ اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں مشغول رکھیں اور اسے اللہ کے لئے خالص کرلیں حتی کہ اس میں شہرت اور ریاء کاری کا خیال تک نہ رہے جب آپ اس مقام تک پہنچ جائیں گے تو آپ کو کسی کی ملامت کا خوف نہ رہے گا۔اور شیطان کے خلاف جہاد کرنے کا معنی یہ ہے کہ شیطان اپنے دوستوں کے ذریعے آپ کو خوفزدہ کرکے آپ کے دل میں شبہات پیدا کرکے اور لمبی لمبی امیدیں دلا کر آپ کو اللہ کے دین سے خوفزدہ کرنے کے لئے جو ہتھکنڈے بروئے کار لاتا ہے آپ ان سب کو مسترد کردیں۔اور منافقین کے خلاف جہاد کا معنی ہے کہ ان پر حجت قائم کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَ قُلْ لَّهُمْ فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا (نساء:63)﴾ ''اور اے نبی آپ ان (منافقین) سے خود ان کے اپنے بارے میں بامقصد باتیں کہیے''۔اور کفار کے خلاف جہاد کرنے کا معنی ہے کہ ان سے تلوار کے ذریعے مقابلہ کیا جائے اور اس عمل میں اجر عظیم ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ، فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ، يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ. (آل عمران:169-171)

www.sirat-e-mustaqeem.com


''اور آپ ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے مردے مت سمجھو بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جارہے ہیں اللہ نے انہیں اپنا جو فضل دیا ہے اس پر بہت خوش ہیں اور جو لوگ اب تک انہیں آ کر نہیں مل سکے انہیں بشارتیں دیتے ہیں کہ ان پر نہ تو کوئی اندیشہ رہا اور نہ ہی وہ غمگین ہیں وہ اللہ کی نعمت اور فضل اور اس بات کی کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرے گا (بشارتیں دیتے ہیں)''۔

نبی ﷺ نے فرمایا[للشهيد عندالله خصال يغفر له عند اول دفعة من دمه ويرى مقعده من الجنة ويجار من عذاب القبر ويامن من الفزع الاكبر ويحلى حلية الايمان ويزوج من الحور العين ويشفع فى سبعين انسانا من اقار به]

شہید کے لئے اللہ کے ہاں چھ خصلتیں ہیں

① اس کا خون گرتے ہی اس کی بخشش کردی جاتی ہے۔

② اسے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھادیا جاتا ہے۔

③ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

④ وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں ہوگا اور اسے ایمان کا زیور پہنایا جاتا ہے۔

⑤ بڑی بڑی آنکھوں والی حور سے اس کی شادی کردی جاتی ہے۔

⑥ اس کے ستّر رشتہ داروں کے متعلق اس کی سفارش قبول کرلی جائے گی۔

(مسند احمد وغیرہ بسند صحیح)

## حق کو کس طرح قائم کریں؟

یہ بھی جان لیں کہ بسا اوقات دین کی عمارت مکمل طور پر ڈھے جاتی ہے بس تھوڑی سی ہی باقی رہتی ہے ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ دیندار لوگ اس طرح کا طرز عمل اختیار کرلیتے ہیں جو عبدالمطلب نے کیا تھا کہ جب ابرہہ حبشی نے خانہ کعبہ کو گرانے کا قصد کیا تو عبدالمطلب نے کہا[انا رب ابلى و البيت له رب يحميه ]''میں تو بس اپنے اونٹوں کا مالک ہوں اور یہ گھر تو اس کا مالک بھی ہے جو اسکی حفاظت

www.sirat-e-mustaqeem.com


کرلے گا''۔ان دینداروں میں سے ہرایک بھی اپنی اپنی مصلحتوں اور مشاغل کا ذمہ دار اور مالک ہے جبکہ دین کی حفاظت اس کا رب ہی کررہا ہے۔نبی ﷺ نے فرمایا[لتنقضن عري الاسلام عروة عروة فكلما انتقضت عروة تشبث الناس باللتي تليها فاولاهن نقضاً الحكم وآخرهن الصلاة ]''یقیناً اسلام کی کڑیاں ایک ایک کرکے ٹوٹتی چلی جائیں گی اور جیسے ہی کوئی ایک کڑی ٹوٹے گی لوگ اس کے برابر والی تھام لیں گے تو سب سے پہلے (اللہ کا) حکم ٹوٹے گا اور سب سے آخر میں نماز''(احمد۔ابن حبان۔حاکم،بسند صحیح)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ، اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَ هُمْ.(محمد:13-14)

''اور کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں جنہیں ہم ہلاک کرچکے ہیں جو آپ کی اس بستی سے جس کے رہنے والوں نے آپ کو نکال دیا زیادہ طاقتور تھیں تو جو اپنے رب کی جانب سے روشن دلیل پر ہو وہ ان لوگوں کی طرح ہو جن کے لئے ان کا برا عمل خوبصورت بنا کر پیش کیا گیا ہو اور وہ اپنی خواہشوں پر چلنے والے ہوں''۔

لہٰذا اگر آپ بھی روشن دلیل پر ہیں تو تعداد کی کمی زیادتی کی پرواہ نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ،ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ.(7-9)

''اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا اور جن لوگوں نے کفر کیا تو ان کے لئے بربادی ہے اور ان کے اعمال اس نے بہکا دیئے ہیں یہ اس لئے کہ انہوں نے اس دین کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کیا لہٰذا اس نے ان کے

www.sirat-e-mustaqeem.com


اعمال برباد کرڈالے"۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

والحق منصور و ممتحن
حق کی مدد کی جاتی ہے اور اس میں آزمائش کی جاتی ہے
فلا تعجب فهذي سنة الرحمن
لہٰذا آپ تعجب نہ کریں رحمٰن کی سنت یہی ہے

وبذلک یظهر حزبه من حزبه
اور اسی طرح وہ اپنے لشکر کو غالب کرتا ہے
ولاجل ذلک الناس طائفتان
اور اسی کی بناء پر لوگ دوگروہوں میں تقسیم ہیں

فاصدع بأمر الله لا تخش الوری
لہٰذا آپ اللہ کے حکم کا پرچار کریں اورمخلوق سے نہ ڈریں
فی الله واخشاه تفز بأمان
اور صرف اللہ کے لئے کریں اور اسی سے ڈریں
تو آپ بلاخوف وخطر کامیاب ہوجائیں گے

واهجر ولو کان الوری فی ذاته
اور اللہ کے لئے اگر ساری خلقت کو چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دو
لا فی هواک ونخوة الشیطان

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


مگر ایسا اپنی خواہش یا شیطانی گھمنڈ کی بناء پر نہ کریں

واصبر بغير تسخط وشكاية
اور ناراضگی یا شکوہ کئے بغیر صبر کرتے رہیں
واصفح بغير عتاب من هوجان
اور مجرموں سے کسی طرح کی سزا دیئے بغیر درگزر کرتے رہیں

## اقامت حق کی راہ میں چند واجب العمل ہدایات

یعنی اقامت حق کے دوران کتاب وسنت میں موجود احکام، اوامر، نواہی، واجبات، محرمات وغیرہ سب کا لحاظ رکھنا چاہیے مکمل طور پر اطاعت اختیار کر کے ہر نافرمانی سے بچنا چاہیے جیسا کہ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہی اسباب نصرت ہیں۔ازمترجم

**فائدہ:** جو شخص بھی ملت ابراہیم علیہ السلام کی شدید ضرورت محسوس کرتا ہو اس کے لئے اس فائدہ سے واقف ہونا ضروری ہے اور اسی فائدے کے ذریعے ہی اس کے دشمن کے سامنے اس کے موقف کا اظہار ہوگا۔(اور یہ فائدہ ماحصل ہے اس طرز عمل کا جو دشمن کے خوف اور اس سے ملاقات کے وقت اظہار حق کے ساتھ اور ملاقات کے بعد اس حق پر ثابت قدمی کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے اس فائدے سے مراد کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔مترجم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:[يا ايها الناس لا تتمنوا لقاء العدو وسلوا الله العافية فاذا لقيتموهم فاصبروا واعلموا ان الجنة تحت ظلال السيوف ]''اے لوگو دشمن سے مقابلے کی تمنا نہ کرو، اور اللہ سے عافیت مانگو پھر اگر ان سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو صبر سے کام لو اور یقین رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے'' (بخاری مع الفتح کتاب الجہاد:120/1)۔

یعنی دشمن سے مقابلے کی خواہش نہیں کرنا چاہیے بلکہ جس قدر ممکن ہو مقابلے سے بچنا چاہیے لیکن اگر مقابلہ ہو جائے تو پھر ثابت قدمی سے لڑنا چاہیے بزدلی یا پیٹھ نہیں دکھانی چاہیے نہ ہی دشمن کی قوت سے مرعوب ہونا چاہیے محض اللہ پر توکل کرنا چاہیے۔ازمترجم

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْ أُوْحِيَ اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.

''اے نبی آپ کی طرف جو وحی کی جاتی ہے اسے مضبوطی سے تھام لیں یقیناً آپ صراط مستقیم پر ہی ہیں''۔ نیز فرمایا:

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ.

''اے نبی آپ کی طرف جو وحی کی جاتی ہے اسی پر چلتے رہیے اور صبر سے کام لیں حتی کہ اللہ فیصلہ دے دے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے''۔

نیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام [وانه من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدى عضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور ]''اور (میرے صحابہ) تم میں سے جو میرے بعد تک زندہ رہے گا وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا لہٰذا تم پر میرا طریقہ اور میرے بعد میرے خلفاء الراشدین مہدیین کا طریقہ لازم ہے اسے تم اپنی داڑھوں سے مضبوط پکڑ لو اور اپنے آپ کو دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچاؤ''۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ احمد، ابن حبان بسند صحیح)

نبی علیہ السلام کی اس پیشین گوئی کے مطابق بہت سے اختلافات اور نظریات رونما ہو چکے ہیں لہٰذا میرے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کو مکمل طور پر اختیار کر لیجئے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَ اِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ. (المنافقون:4)

''اور جب آپ انہیں (منافقین) دیکھیں گے تو ان کے جسم آپ کو خوشنما لگیں گے اور اگر وہ کچھ کہیں گے تو آپ ان کی بات بھی سن لیں گے گویا کہ وہ گڑی ہوئی لکڑیاں ہیں وہ ہر سخت

www.sirat-e-mustaqeem.com


آواز (حکم۔وعید) کو اپنے خلاف تصور کرتے یں یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچ کر رہیں اللہ انہیں ہلاک کرے کہاں بہکائے جارہے ہیں''۔

(یعنی اقامت حق کے دوران اپنی صفوں میں موجود منافقین کی جانب سے ہوشیار رہنا چاہیے اور ان کے دھوکوں اور چالوں میں نہیں آنا چاہیے کیونکہ وہ ہر مشکل موقع پر اہل حق کو پسپائی اختیار کرنے پر آمادہ یا مجبور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور خود تو بزدلی اور پشپائی اختیار کر ہی لیتے ہیں۔مترجم)

نیز فرمایا:

يَـٰٓأَيُّهَـا الَّـذِيـنَ امَـنُـوٓا اِذَا لَـقِيتُـمُ فِـئَةً فَـاثْبُتُـوا وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (انفال:45)

''اے ایمان والو جب تم کسی جماعت سے مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا ذکر کرتے رہو تا کہ تم جیت جاؤ''۔

اور وہ فائدہ جو ہم بیان کرنا چاہتے تھے وہ دشمن سے مقابلے کے وقت بکثرت اللہ کا ذکر کرنا ہے بہت سے اہل خیر سے یہ رہ جاتا ہے (جیسا کہ بکثرت ذکر اللہ کے مطالبے سے یہ اشارہ ملتا ہے نیز ذکر کرنے سے صرف صبح وشام کے ودیگر اذکار ہی مراد نہیں بلکہ اس سے ان کے ساتھ ساتھ اظہار حق بھی مراد ہے خواہ حالات کتنے ہی ناسازگار ہوں۔مترجم)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث ملاحظہ ہو کہتے ہیں کہ [بايعنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم على السمع والطاعة في اليسر والعسر والمنشط والمكره، والا ننازع الامر اهله وان نقول بالحق حيثما كنا لا نخاف في الله لومة لائم ولنا الجنة ] ''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ سن کر اطاعت کریں گے خواہ آسانی ہو یا تنگی، خوشی سے یا بادل نخواستہ اور اس بات پر کہ ہم صاحب امر کی مخالفت نہ کریں گے اور اس بات پر کہ ہم جہاں بھی رہیں ہمیشہ حق بات کہیں گے ہم اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہوں گے، اور بدلے میں ہمارے لئے جنت ہوگی'' (متفق علیہ)۔ہمارے موقف کی دلیل حدیث کے یہ الفاظ ہیں ''اور ہم جہاں بھی

www.sirat-e-mustaqeem.com


رہیں ہمیشہ حق بات کہیں گے'' ذرا سوچیئے اس وقت مسلمانوں کی تعداد ہی کتنی تھی اور نبی علیہ السلام کو کس مملکت کی پشت پناہی حاصل تھی؟ جواب یقیناً یہی ہے کہ نہ تو وہ زیادہ تعداد میں تھے نہ ہی ان کی کسی طرح کی تیاری تھی بلکہ وہ تو تشدد اور اذیتوں کی چکی میں پسے ہوئے لوگ تھے اس کے باوجود آپ نے انہیں خاموشی اختیار کرنے کی اجازت نہ دی کیونکہ دین چھپائے جانے والی شئے نہیں اور اس کے اظہار میں اس کے دشمنوں سے اعلان دشمنی میں لامحالہ تکالیف آتی ہیں بے گھر ہونا پڑتا ہے جیسا کہ ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا [انه لا ياتى احد بمثل ما جئت به الا عودى ] ''آپ سے پہلے جو بھی اس طرح کی دعوت لایا اس سے دشمنی روا رکھی گئی ہے'' (بخاری)۔ یہاں پر لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔

① مفاہمت اور خاموشی اختیار کرتی ہے، اظہار دشمنی نہیں کرتی اور یہ خلاف سنت ہے لیکن افسوس اکثر نام نہاد مسلمان ایسے ہی ہیں۔

② یہ لوگ کوشش بھی کرتے ہیں اور اعلان جنگ بھی لیکن باطل پرستوں کے درمیان ہی رہ رہے ہوتے ہیں یہ لوگ بھی سنت کو سمجھنے میں غلطی کر رہے ہوتے ہیں (تیسری جماعت کا تذکرہ چند صفحات کے بعد ہے)

پہلی جماعت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو دلیل بناتی ہے۔ فرمایا: ﴿وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾ (انفال: 61) ''اور اگر وہ مفاہمت کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی مفاہمت کی جانب مائل ہو جائیں''۔ ایسے ہی صلح حدیبیہ کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

**جواب** جہاں تک آیت کا تعلق ہے تو سورۃ محمد کی آیت قتال اس کی وضاحت کرتی ہے فرمایا: ﴿فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: 35) ''پس تم بزدلی نہ دکھاؤ اور نہ ہی مفاہمت کی طرف مائل ہو اور تم ہی غالب ہو اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال ہرگز برباد نہ کرے گا''۔ سورۃ محمد اور سورۃ انفال کی ان دونوں آیات میں تضاد امام شنقیطی رحمہ اللہ تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں: سورۃ محمد اور سورۃ انفال کی ان

www.sirat-e-mustaqeem.com


دونوں آیتوں میں تضاد نہیں ہے کہ ایک کو دوسری کے لئے ناسخ قرار دیا جائے بلکہ یہ دونوں ہی غیر منسوخ ہیں اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا الگ الگ شان نزول ہے۔ سورۃ محمد کی آیت میں بزدلی اور مفاہمت سے روکنے کا مطلب ہے پہل کرنے سے روکنا، اور سورۃ انفال کی آیت میں مفاہمت کی اجازت کا مطلب ہے کہ اگر کفار مفاہمت کا مطالبہ کریں تو اس کی جانب میلان رکھنا جائز ہے۔

## اقامت حق کی راہ میں حائل چند شبہات کا رد

جیسا کہ آیت سے ہی واضح ہے فرمایا: ﴿وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ.(انفال:61)﴾ ''اور اگر وہ مفاہمت کی جانب مائل ہوں تو آپ بھی مفاہمت کی طرف مائل ہو جایئے، اور پھر اللہ پر بھروسہ کیجئے''۔ لہٰذا ہمارے لئے دونوں آیات کا صحیح معنی واضح ہو گیا اور سنت بھی یہی وضاحت پیش کرتی ہے۔ اور اب صلح حدیبیہ کی دلیل کا صحیح معنی بھی ملاحظہ ہو:

ا رسول اللہ ﷺ کو جب یہ اطلاع ملی کہ کفار نے اپنی سارے لشکر اکھٹے کر لئے اور اپنے حلیفوں سے بھی مدد طلب کی ہے تا کہ آپ کو اور آپ کے صحابہ کو روک دیں تو آپ نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا کہ جو قبائل قریش کی اس جنگ میں ان کی مدد کرنا چاہتے ہیں ان کے اموال واولاد پر ٹوٹ پڑیں یا کیا کریں؟ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اشارہ دیا کہ جس مقصد کے لئے آئے ہیں اس حصول کے لئے سفر جاری رکھیں اور اگر انہوں نے چھیڑا تو ان سے قتال کریں گے۔

ب اس پختہ عزم کے بعد ایک نشانی ظاہر ہوئی جس سے ان پر واضح ہوا کہ ابھی انہیں قتال کی اجازت نہیں ہے وہ نشانی یہ تھی کہ نبی ﷺ کی اونٹنی بیٹھی رہی اور اس نے اٹھنے سے انکار کر دیا نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ جس طرح اللہ نے ہاتھیوں کا لشکر مکہ سے روک دیا تھا اسی طرح اونٹنی کو بھی روکے رکھا ہے۔

ج اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے یہ لوگ کسی بھی ایسے معاملے کا مطالبہ نہیں کریں گے جس میں وہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کر رہے ہوں مگر میں پھر بھی اسے قبول کر لوں گا۔ (کیونکہ اونٹنی کا اڑ جانا اللہ کی مرضی کی طرف اشارہ کر رہا تھا)

www.sirat-e-mustaqeem.com


نبی علیہ السلام نے انہیں پیشکش کی کہ اگر وہ آپ اور لوگوں کے درمیان سے ہٹ جائیں (یعنی دعوت کے کام میں رکاوٹ نہ ڈالیں) تو آپ ان سے ایک مشروط معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہیں اور اگر وہ انکار کریں تو آپ ان سے قتال کریں گے چنانچہ آپ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر انہوں نے انکار کر دیا تو میں اپنے اس دین کے معاملے میں اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک میری گردن الگ نہ ہو جائے یا اللہ ہی اپنا دین نافذ کر دے''۔

ان سابقہ نکات سے واضح ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمن کے حامیوں تک پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا تھا لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اصل مقصد کے حصول کی طرف توجہ مبذول کروادی اور اس کی فوقیت کی صورت میں غلبہ دین تک قتال کی جانب۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے صلح پر آمادہ کرنے والی چیز اللہ کی حرمتوں کی تعظیم تھی اس کے باوجود آپ نے ان کے سامنے شرط رکھی کہ وہ آپ کے اور لوگوں کے درمیان سے ہٹ جائیں۔ لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کفار سے صلح نہ کی تھی بلکہ آپ نے صرف ایک باب بند کیا تھا تاکہ دوسرا کھول لیں علاوہ ازیں اس مصالحت نے کفار سے صحابہ کی دشمنی اور نفرت میں ذرا بھی تبدیلی نہ کی بلکہ بغض وعدوات نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دونوں کی جانب سے برابر برقرار اور ظاہر رہا حتی کہ ابوسفیان سردار قریش جب صلح کا معاہدہ لکھوانے آیا تو بلال رضی اللہ عنہ اس سے بالمشافہ کہنے لگے ''ابھی تک اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن پر وار نہیں کیا ہے'' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ ''سردار قریش سے اس طرح بولتے ہیں''۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا [لعلک اغبضتهم فان كنت اغبضتهم فقد أغبضت ربک] ''ابوبکر شاید تو نے اپنے ساتھیوں کو ناراض کر دیا اور اگر تو نے انہیں ناراض کر دیا تو گویا اپنے رب کو ناراض کر دیا'' (مسلم)۔ (علاوہ ازیں جب ھدی کے جانور قربان کئے تو خود نبی علیہ السلام نے وہ اونٹ قربان کیا جو کبھی ابوجہل کے پاس ہوا کرتا تھا تاکہ مشرکین کو غصہ دلا سکیں۔ مترجم)

گذشتہ سطور سے معلوم ہوا کہ ان کے پیش کردہ دلائل ان کے حق میں مفید نہیں ہیں کیونکہ وہ تو خود ہی صلح میں پہل کرتے ہیں جبکہ ایسا کرنے میں نہ تو کوئی دینی مصلحت ہے نہ ہی اللہ کی حرمات کی تعظیم

www.Sirat-e-Mustaqeem.net


بلکہ یہ سب ڈھونگ اس لئے ہے تا کہ ان جیسے طرز زندگی اور ان سے خاص الفت کو برقرار رکھا جا سکے ۔البتہ کسی مصلحت کی بناء پر مصالحت کرنا امام کے لئے جائز ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم 123/12 میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

دوسری جماعت سے ہم کہیں گے کہ ان کا عمل سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے اگر چہ کفار کے خلاف قتال کرنا امر مطلوب ہے لیکن نبی علیہ السلام جب کفار کے درمیان رہ رہے تھے تو ان کے سامنے حق کھول کر بیان کرتے اور اس سلسلے میں اذیتیں برداشت کرتے خود بھی صبر کرتے دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرتے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ خانہ کعبہ کے سائے میں ایک چادر اوڑھے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اور ان دنوں ہمیں مشرکین کی جانب سے سخت تکالیف کا سامنا تھا میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ہمارے لئے دعا نہیں کریں گے یہ سن کر آپ غصے کی حالت میں بیٹھ گئے اور فرمانے لگے [لقد كان من قبلكم ليمشط بمشاط الحديد مادون عظامه من لحم اوعصب، ما يصرفه ذلك عن دينه ، وليتمن الله هذا الامر حتى يسير الراكب من صنعاء الى حضرموت ما يخاف الا الله والذئب على غنمه ولكنكم قوم تستعجلون ] ''تم سے پہلے لوگوں پر لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتی گوشت کو ہڈیوں سے نوچ نوچ کر الگ کر دیا جاتا یہ چیز انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکی اور ان کی مانگ پر آرا رکھ کر چلا دیا جاتا انہیں دولخت کر دیا جاتا اس نے انہیں ان کے دین سے نہ پھیرا اور اللہ اس دین کو ضرور پایہ تکمیل تک پہنچائے گا حتی کہ صنعاء سے حضرموت تک ایک سوار سفر کرے گا اسے اللہ کے سوا کسی (ڈاکو لٹیرے وغیرہ) کا خوف نہ ہوگا۔اور بھیڑیا بکریوں کی چوکیداری کرے گا لیکن تم لوگ جلد باز ہو''۔(بخاری مع الفتح:164/7-619/7)

غور کیجئے یہ ہے نبی علیہ السلام کی سیرت آپ نے صبر کی تلقین کی اور انہیں ان سے پہلے گذرے ہوئے ثابت قدم لوگوں کی مثالیں دیں ان کی حوصلہ شکنی نہیں کی اور نہ ہی ان حالات میں انہیں مقابلے کی اجازت دی البتہ یہ خبر دے دی کہ یہ دین ایک نہ دن ضرور غالب ہوگا۔

www.Sirat-e-mustaqeem.com


علامہ ابن القیم رحمہ اللہ عقیدہ قصیدہ نونیہ میں فرماتے ہیں:

واذا هم حملوا عليك فلا تكن
فزعا لحملتهم ولا بجبان
اور جب وہ آپ پر حملہ کردیں تو آپ ان کے حملے
سے نہ توڈریں اورنہ ہی بزدلی کا مظاہرہ کریں

واثبت ولاتحمل بلا جند فما
هذا بمحمود لدى الشجعان
اور ثابت قدم رہیں اور جمعیت کے بغیر حملہ مت کریں
کیونکہ بہادر سے بہادر لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے

فاذا رأيت عصابة الاسلام قد
وافت عساكرها مع السلطان
پھر جب اسلام کے محافظوں کے بہت سے
لشکر امام کی معیت میں مہیا ہوجائیں

فهناك فاخترق الصفوف ولا تكن
بالعاجز الواني ولا الفزعان
پھر صفوں کو چیر کر رکھ دو
نہ سستی دکھاؤ نہ ڈرو یا گھبراؤ

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ [استخرجهم كما استخرجوك وجاهد

www.sirat-e-mustaqeem.com


بمن اطاعک من عصاک ]''انہیں باہر نکال کر جس طرح انہوں نے تجھے نکال باہر کیا اور اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ مل کر اپنے نافرمانوں کے خلاف جہاد کر''۔(صحیح مسلم)

معلوم ہوا کہ جب اسلامی جماعت فراہم ہو جانے کے بعد جذبہ اطاعت بھی پایا جائے پھر قتال ہوتا ہے ابن قیم رحمہ اللہ کے تیسرے اور چوتھے شعر کا یہی معنی ہے۔

## حق کے مصائب جھیلنے، اسکے لئے لڑنے اور پھر حق کو قائم کر دینے والی جماعت

③ اس جماعت کے افراد ہمیشہ حق کہتے ہیں، استقامت اختیار کرتے ہیں، نہ بزدلی دکھاتے ہیں، نہ عاجز آتے ہیں، اللہ کے وعدوں پر کامل یقین رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ، اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ، اِلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ .....وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ. (حج:38-40)

''بے شک اللہ ان لوگوں کا دفاع کرتا ہے جو ایمان لے آئے، اللہ یقیناً ہر خائن اور ناشکرے کو ناپسند کرتا ہے، جن لوگوں سے لڑائی کی جا رہی ہے انہیں اجازت دی جاتی ہے (کہ جواب دیں) کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے، جن لوگوں کو ان کے گھروں سے صرف اس لئے نکالا گیا کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہی ہے.....اور اللہ ان کی ضرور مدد کرتا ہے جو اس کی مدد کریں''۔

❁ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:[اذا سکت العالم تقیة و الجاهل یجهل فمتی یتبین الحق ]''جب عالم تقیہ کر کے خاموشی اختیار کر لے اور جاہل ویسے ہی جاہل ہوتا ہے تو حق کب واضح ہوگا''۔

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


❁ غزوہ احد جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شدید نقصان اٹھانا پڑا اس کے اختتام پر ابوسفیان سردار قریش (اس جنگ میں دشمنوں کے کمانڈر تھے مگر بعد میں اسلام لے آئے تھے رضی اللہ عنہ) کہنے لگے کیا تم لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء سے کہا ''اسے جواب مت دو'' پھر ابوسفیان نے پوچھا کیا ابن ابی قحافہ (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں؟ آپ نے فرمایا'' اسے جواب نہ دو''۔ پھر اس نے پوچھا کیا لوگوں میں عمر بن خطاب ہے؟ پھر خود ہی کہنے لگا یہ سب قتل کر دیئے گئے اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے اب عمر بن خطاب اپنے آپ کو جواب دینے سے روک نہ سکے اور کہنے لگے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بکتا ہے اللہ نے ابھی ان لوگوں کو باقی رکھا ہے جو تجھے رسوا کریں گے۔ ابوسفیان نے یہ سن کر نعرہ لگایا'' اعلی هبل ''، ہبل کی جے ہو۔ اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جواب دو صحابہ کہنے لگے کیا کہیں فرمایا کہو'' الله اعلیٰ و اجل ''یعنی اللہ ہی بزرگ و برتر ہے۔

میرے عزیز بھائی غور کیجئے گا شروع میں نبی علیہ السلام نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خاموش رہنے کا حکم دیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تو اس کے بعد کسی بھی طرح کی رورعایت یا ڈر خوف کے بغیر جواب دینے کا حکم دیا۔ جوابی نعرہ سن کر ابوسفیان کہنے لگا'' لنا العزى لا عزى لكم ''ہمارا تو عزی ہے تمہارا کوئی عزی نہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے جواب میں کہو'' الله مولانا لا مولىٰ لكم ''اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا کہ تمہارے مقتولین کا مثلہ کیا گیا ہوگا لیکن میں نے ایسا کرنے کو نہیں کہا تھا لہٰذا اس سلسلے میں مجھے برا نہ کہنا۔ (صحیح البخاری)

بعض لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ اگر وہ اہل خیر کے خلاف ظالموں کی مدد نہ کرتا تو ظالموں کے ان اہل خیر پر ظلم کے سبب ان سے کبیدہ خاطر بھی نہ ہوتا (جس طرح اس حدیث کے مطابق ابوسفیان نے مشرکین کی مدد کی اور مشرکین نے مسلمانوں کا مثلہ کیا تو ابوسفیان اس پر کبیدہ خاطر ہوا اور اس سے لاتعلقی کا اظہار بھی کیا لیکن مدد تو بہر حال ظالموں کی ہی کی تھی۔ مترجم)

❁ ایسے ہی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا قصہ بھی ہمارے موقف کی دلیل ہے صحیح بخاری میں ہے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کے ہاں مہمان ہوئے تو اس سے کہنے لگے کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کرنا

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


چاہتا ہوں لہٰذا میرے لئے ایسا موقع تلاش کرو جب بیت اللہ خالی ہو بہرحال آدھے دن کے وقت وہ نکلے تو ابوجہل کی ان سے ملاقات ہوگئی وہ کہنے لگا ابوصفوان، امیہ بن خلف کی کنیت ہے، یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا کہ سعد ہیں ابوجہل نے کہا میں تجھے بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھ رہا ہوں جبکہ تم نے صابیوں (یعنی مسلمانوں) کو پناہ دے رکھی ہے اور میرا خیال ہے تم ان کی مدد بھی کر رہے ہو اللہ کی قسم اگر تو ابوصفوان کے ساتھ نہ ہوتا تو صحیح سلامت اپنے گھر نہ لوٹتا۔ یہاں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جواب ملاحظہ ہو انہوں نے کمزوری یا بزدلی یا خوف کا مظاہرہ کئے بغیر یا سوچے سمجھے بغیر کہ وہ انہیں قتل بھی کرسکتا ہے یا ان کا کھانا پینا بھی بند کرسکتا ہے با آواز بلند جواب دیا (واضح رہے کہ یہ مدینہ کے سردار تھے اور نبی علیہ السلام کے جانثار انصاری صحابی تھے) کہنے لگے اللہ کی قسم اگر تو نے مجھے روکا تو اس سے بھی بڑے کام یعنی مدینہ میں بغرض تجارت آنے سے تیرا راستہ روک دوں گا۔ یہ صورتحال دیکھ کر امیہ نے کہا کہ وادی کے سردار ابوالحکم سے اونچی آواز میں بات مت کر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا امیہ مجھے مت روک اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ تجھے قتل کر کے رہیں گے۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا غزوہ بدر میں اللہ نے اسے ہلاک کر دیا)

اس قصے پر غور کیجئے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے ابتداء میں احتیاط سے کام لیا اور امیہ سے کہا کہ میرے طواف کے لئے تنہائی کا موقع تلاش کر لیکن احتیاط کے باوجود جب ابوجہل سے ٹکراؤ ہوگیا ہوگیا تو پھر ثابت قدم رہے اور ذلت کی راہ اختیار نہ کی اہل ایمان کی یہی علامت اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ.

''اور عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کی ہے لیکن منافقین اس بات کو جانتے نہیں ہیں''۔

❀ خبیب ابن عدی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیں صحیح بخاری میں ہے جب دشمن انہیں قید میں رکھنے کے بعد مقتل لے گیا وہاں انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں اور کہا اللہ کی قسم اگر تم مجھے موت سے خائف نہ سمجھتے

www.sirat-e-mustaqeem.com


تو میں نماز لمبی پڑھتا پھر فرمانے لگے:

فلست ابالی حین اقتل مسلما
جبکہ میں اسلام پر قتل کیا جارہا ہوں تو مجھے ذرہ پرواہ نہیں
علی ای جنب کان فی اللہ مصرعی
کہ اللہ کی خاطر اپنے کس پہلو پر گرتا ہوں
وذلک فی ذات الالہ وان یشاء
اور یہ سب معبود کی خاطر ہے اور اگر وہ چاہے
یبارک علی اوصال شلو ممزع
تو کٹے پھٹے اعضاء پر بھی برکتیں اتاردے

''اللھم اجعلنا منھم''

## راہ حق سے پھیر دینے والے اسباب

کچھ لوگ اس وقت تک دین پر قائم رہتے ہیں جب تک کسی تکلیف کا سامنا نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ. (عنکبوت:10)

''بعض لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ کی خاطر انہیں تکلیف دی جائے تو لوگوں کی آزمائش کو اللہ کا عذاب سمجھنے لگتے ہیں''۔

اس کے برعکس کچھ لوگ ہر حال میں دین حق پر قائم رہتے ہیں خواہ آسانیاں ہوں یا مشکلات۔ پہلی طرح کے لوگ جو الگ ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اللہ نے ان کی جزاء یہ بیان کی کہ ﴿خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ﴾ ''دنیا اور آخرت میں خسارے میں رہے''۔ جبکہ دوسری طرح کے مومنوں کی جزاء صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ واقعہ بیعت عقبہ میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ [یاخذ علینا

www.sirat-e-mustaqeem.com


شرطه ويعطينا على ذلك الجنة ]''آپ ہم سے اپنی شرط منواتے اور اس کے بدلے میں ہم سے جنت کا وعدہ کرتے''(بخاری ومسلم)۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ آزمائش کے وقت ظالم غالب لوگ مغلوب مظلوموں پر بڑے ظلم ڈھاتے ہیں اس سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔صحیح مسلم میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کی تو انہوں نے ایک شرط یہ بھی لگائی کہ''اگر تم میں سے کوئی ہم میں پلٹ آیا تو ہم اسے تمہیں واپس نہ کریں گے لیکن ہم میں سے اگر کوئی تمہارے پاس آ گیا تو تم اسے ہمیں واپس کرو گے''۔یہ شرط سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اس شرط کو معاہدے میں لکھ دیں؟ آپ نے فرمایا[نعم ان من ذهب منا اليهم فابعده الله ومن جاء نا منهم سيجعل الله له فرجا ومخرجا ]''ہاں کیوں ہم میں سے جوان کے پاس پلٹ گیا اللہ نے اسے دور کر دیا اور ان میں سے جو ہمارے پاس آیا اللہ عنقریب ان کے لئے کشادگی اور نکلنے کی کوئی راہ نکالے گا''۔لہٰذا جن لوگوں کو اللہ ہی نے دھتکار دیا ہو ان کے لئے پریشان مت ہوں۔

﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ آيَاتِ اللهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ. (غافر:55-56)﴾''پس آپ صبر کئے رہیں اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے اور اپنے گناہ کی بخشش چاہتے رہیں اور صبح وشام اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے رہیں بے شک جو لوگ اللہ کی آیات میں کسی دلیل کے بغیر جھگڑ رہے ہیں ان کے دلوں میں تکبر کے سوا کچھ نہیں ہے جس تک وہ پہنچ نہیں سکتے ہیں سو آپ اللہ سے پناہ مانگتے رہیے بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے''۔

## ایک اور سبب یعنی عہدے اور دنیا کی محبت

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب''الحسنہ والسیئۃ''کی فصل''حب الریاسۃ والعلو''ریاست ومرتبے کی چاہت میں فرمایا:''نفس انسانی اپنی گنجائش کے مطابق ریاست ومرتبے کی چاہت سے لبریز

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


ہوتا ہے۔آپ انہیں دیکھیں گے کہ جوان کی خواہشات سے اتفاق کرلے اس کوتو دوست بنالیتے ہیں اور جوان کی خواہشات کی مخالفت کردے اس کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں۔درحقیقت ان کا معبود ان خواہشات اور چاہتیں ہی ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخِذَ اِلٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُوْنَ عَلَيْهِ وَكِيْلًا﴾ ''کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے کیا پس آپ اس کے وکیل ہوسکتے ہیں''۔اوراس باب میں لوگ اس کے پاس اس طرح جمع ہوجاتے ہیں جس طرح ترکوں کے کافر اور مشرک بادشاہوں اور دیگر بادشاہان کے پاس جمع ہوجاتے تھے اور پھر یہ لوگ ان کے رنگ میں رنگ کر ہر ایک سے کہتے ہیں ''یار باعي''یعنی ''دوست ہے یا دشمن'' پھر جوان کی خواہشات سے اتفاق کرلے اسے دوست بنالیتے ہیں اگرچہ وہ کافر اور مشرک ہی ہو اور اگر وہ ان کی خواہشات سے اتفاق نہ کرے اسے دشمن قرار دیتے ہیں اگرچہ ولی اللہ اور متقی پرہیزگار ہی ہو فرعون کا بھی یہی حال تھا کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو چاہتا ہے کہ اس کے حکم کی ہر حال میں اطاعت کی جائے یہ فرعون کی طرح دعویٰ الوہیت تو نہیں کرتا نہ ہی خالق کا انکار کرتا ہے بلکہ خالق کو مانتا ہے لیکن اگر کوئی انہیں اللہ کی عبادت اوراس کی اطاعت کی طرف دعوت دے جسے قبول کرنے کی صورت میں ان کی اطاعت بھی ترک کردی جائے گی تو اس سے ایسی عداوت اختیار کرلیتے ہیں جس طرح فرعون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔اور اکثر لوگ جن کے پاس کچھ عقل اور ایمان بھی ہوتا ہے وہ اس حد تک تو مطالبہ نہیں کرتے بلکہ جوان کے پاس ہوتا ہے ان کے مفادات تک اپنی اطاعت کا مطالبہ کرتے ہیں۔اگر یہ مسلمان ہوں تو ان کا مطالبہ ہوتا ہے کہ ان کے مفادات کی ہر اگرچہ ایسا کرنے میں گناہ اور اللہ کی نافرمانی ہی ہو اور جوان کے خواہشات میں ان کی بات مان لی جائے وہ ان کے نزدیک اس شخص سے زیادہ محبوب اور محترم ہوتا ہے جوان کی خواہشات کی مخالفت کرکے اللہ کی اطاعت کرے یہ بھی فرعون اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دیگر منکرین کی حالت ہی کی ایک قسم ہے اور اگر یہ عالم یا مرشد ہوں تو جوان کی تعظیم کریں ان سے تو محبت کرتے ہیں اور جوان جیسے دیگر کی تعظیم کریں ان کی نہ کریں اس سے محبت نہیں کرتے اگرچہ دونوں ہی ایک ہی کتاب پڑھنے والے ہوں مثلاً قرآن شریف یا دونوں ہی

www.sirat-e-mustaqeem.com


ایک جیسی عبادت کرنے والے ہوں مثلاً پانچ فرض نمازیں پھر بھی زیادہ محبت اسی سے کرتے ہیں جوان کی بات مانے اور دوسروں سے زیادہ ان کی فرمانبرداری کرے بلکہ کچھ تو دوسرے کے معتقدین سے حسد اور بغاوت کی بنیاد پر نفرت تک کرتے ہیں جیسا کہ یہود کا طرز عمل رہا ہے کہ جب اللہ نے محمد ﷺ کو نبی بنایا اور آپ نے بھی وہی دعوت دی جو موسیٰ علیہ السلام دیتے رہے تو یہود اس کے باوجود آپ کی تکذیب کی کہ یہ نبی ہم میں سے کیوں نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا نُؤۡمِنُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا وَ يَكۡفُرُوۡنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَ هُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمۡ. (بقرة:92)

''اور جب ان (یہود) سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں جو ہم پر نازل کیا گیا ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو اس کے سوا ہے اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں حالانکہ حق وہی ہے جو ان کے پاس ہے اس کی تصدیق بھی کرنے والا ہے''۔

نیز فرمایا:

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنَةُ.

''اور اہل کتاب نے علیحدگی اختیار نہیں کی مگر ان کے پاس واضح دلیل آجانے کے بعد''۔

وَمَا تَفَرَّقُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡيًۢا بَيۡنَهُمۡ.

''اور انہوں کے آپس میں بغاوت کا پلان بنا کر علیحدگی اختیار نہیں کی مگر ان کے پاس علم آجانے کے بعد''۔

## تذکرہ ایک مرد کا

شیخ محمد بن جمیل غازی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ''وہ تقاریب میں آنے جانے والی ایسی شخصیت نہ تھے جنہیں کلمات تحسین اور حد سے زیادہ تعریف خوش کر دیتی ہو اور جن کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ اور چاہنے والوں کا ان کے گرد مجمع لگا رہے بلکہ وہ حق کے بندے تھے جہاں حق ڈھل

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


جاتا وہ بھی وہیں ڈھل جاتے اور جہاں حق مائل ہو جاتا وہ بھی وہیں مائل ہو جاتے وہ ایسی شخصیت تھے جو صراط مستقیم پر چلتے ہی رہتے اور اس پر چلنے والوں کی قلت انہیں وحشت میں مبتلا نہ کرتی اور گمراہی سے الگ رہتے اور گمراہوں کی کثرت انہیں مرعوب نہ کرتی ۔وہ واقعتاً بقول خود مرد ملّت تھے نہ کہ مرد دولت۔

## اختتامیہ

آخر میں ہم اپنا یہ رسالہ ایک بھائی کی نظم پر ختم کرنا چاہیں گے یہ نظم اس مرد مومن کی حالت بیان کرتی ہے جسے اللہ نے علم نافع کے حصول، سنت مطہرہ کی مدد اور سنت مطہرہ کی تحقیق اور اس پر عمل سے دور معاشرے میں اس کا پرچار کرنے کی ہدایت سے نواز رکھا ہو ایک ایسا معاشرہ جس میں دھوکے میں ڈال دینے والے اسباب بکثرت موجود ہوں جو لوگوں کو اللہ کی سیدھی راہ پر چلنے سے روک رہے ہوں۔

## نظم

عبد سری فی لیلة ظلماء — هربا بتقواه من الفحشاء
هربا من الفتن التی احاطت به — من فتنة السراء والضراء

ایک بندہ جو اندھیری رات میں — لینے والے خوشحالیوں اور بدحالیوں
بے حیائیوں اور چار سو سے گھیر — کے فتنوں سے بھاگ چلا

عبد فتی فی مستهل شبابه — عرف الهدی وطریقة بصفاء

ایک ایسا نوجوان جس نے اپنی نوجوانی میں ہی — ہدایت اور ہدایت کی روشن راہ پہچان لی

قراء القرآن تفهما وتدبرا — وكذا اهتدی للسنة الغراء

جس نے سمجھ کر غور وفکر کر کے قرآن پڑھا — اور ایسے ہی روشن سنت سے رہنمائی لی

ورأی حیاة الصالحین سعیدة — بالخیر الاصباح والامساء

اور نیکوکاروں کی زندگی کو ہی صبح (دنیا) وشام — (آخرت) بخیریت کامیاب ہو جانے والی دیکھا

www.Sirat-e-Mustaqeem.com


فتشوقت نحو السعادة نفسه
لہٰذا اس کا دل بھی اس کامیابی کا مشتاق بن گیا

وغدا يهد هد شوقه بخفاء
اور وہ آہستہ آہستہ اپنے اس شوق کو پروان چڑھاتا رہا

حتى اذا التزم الهدى بعزيمة
حتی کہ جب اس نے تمام تر خواہشات سے بچتے

للّٰه خالصة من الاهواء
خالص اللہ کے لئے ہدایت پر پختگی اختیار کی

نادت به فتن الضلالة جهرة
تو ''گمراہی کے فتنے'' اسے برملا پکارنے لگے اور زیب و

ودعته بالتزيين والاغراء
زینت اور چمک دمک کے ذریعے اسے بلانے لگے

وتزينت دنياه في اثوابها
اور اس کی دنیا کو دلکش ہونٹوں

بمباسم ونواظر كحلاء
رنگ وبو کے مختلف لباسوں میں مزین

اور سرگی آنکھوں کے ذریعے
کرکے پیش کرنے لگے

وغدت تغر الناس في اغوائها
اور لوگوں کو دھوکے سے گھیرنے لگے حتی کہ

حتى اضلت اكثر الدهماء
ان فتنوں نے اکثر بازاری لوگوں کو گمراہ کردیا

ونشاء بمجتمع به اختلط الهدى
اور پھر ایک ایسا معاشرہ وجود میں

بقوى الردى والنور بالظلماء
باتوں کے ساتھ اور روشنی اور اندھیروں

آیا جس میں ہدایت گھٹیا
کے ساتھ خلط ملط ہوگئی

والناس تاخذ منه ما يرضى الهوى
اور لوگ اس میں اپنی خواہشات

فاذا تعارض فهو في اقصاء
آپ ان پر اعتراض کوئی اعتراض

پوری کرنے لگے اور اگر
کردیں تو وہ دور بھاگتے ہیں

ان جئت بالحق الصريح تقيمة
اگر آپ حق صریح کو قائم کرنا چاہیں اور اس

وصدعت فيه بسنة بيضاء
معاشرے میں روشن سنت کا پرچار کرنے لگیں

www.sirat-e-mustaqeem.com


لم يعرفوها قبل ذا من جهلهم
جسے وہ اپنی جہالت یا باپ دادا کی وصیت نہ ہونے

اولم ترد بوصية الآباء
کے سبب اس سے پہلے کبھی جانتے تک نہ تھے

قامت قيامتهم وورع جمعهم
توان پر گویا قیامت آجاتی ہے اور

ورأوک مبتدعا وذا اغواء
اور آپ کو کوئی بدعتی (نئی نئی باتیں کرنے

وہ سارے ہی سہم جاتے ہیں
والا)یا گمراہ سمجھنے لگتے ہیں

أتريد تبديلا لدين شيوخنا
اور کہتے ہیں کیا تو ہمارے بزرگوں اور

وطريق العظماء والوجهاء؟
لیڈروں اور سرداروں کا دین بدلنا چاہتا ہے

ومتى عرفت هدى النبى ودينه؟
اور تو نبی کی سیرت اور ان کے دین سے کب

بالامس كنت فتى مع الجهلاء!
واقف ہوا ابھی کل تک تو ایک جاہل نوجوان تھا

فاذا اقمت عليهم حجج الهدى
اور اگر آپ ان پر ہدایت کی

ودمغت باطلهم بدون خفاء
ابہام کو چھوڑے بغیر ان کے

حجتیں قائم کردیں اور کسی
باطل کو شکست دے دیں

قالوا هداک منفر ومشدد واذا
تو وہ آپ سے کہیں گے کہ تیری

به استمسكت أنت مرائي
نفرت اور مشکل ترین ہے اور اگر تو اس

راہ ہدایت توبڑی ہی قابل
راہ پر چلا توتو میرا مخالف ہوا

لما اتاهم بالهدى هذا الفتى
جب یہ جوان ان کے پاس ہدایت لایا وہ

نفروا نفور الحمر والحمقاء
گدھوں اورا حمقوں کی طرح بھاگنے لگتے

واستهزأوا بسلوكه وبدينه
وعن الهدى فتنوه بالايذاء

www.sirat-e-mustaqeem.com


اور اس کی راہ اور اس کے دین کا مذاق اڑانے لگے اور ہدایت سے دور کرنے کے لئے اسے تکلیف میں مبتلا کرنے لگے

واذا رأوه يلين او طمعوا بأن يصغي لهم فتنوه بلاغراء
اور جب انہوں نے دیکھا کہ وہ کچھ نرم پڑا ہے یا (اس کے نرم نہ پڑنے کی صورت میں )انہوں نے ہی چاہا کہ وہ ان کی جانب جھک جائے

فتن على درب الهدى تغرى الفتى واضرهن لفتنة السراء
توچمک دمک کے ذریعے فتنے میں مبتلا کرنے کی کوشش کرنے لگے ہدایت کی گلی پر کھڑے یہ فتنے اس نوجوان کو چکاچوند کرنے لگے

فتضايقت أخلاقه من حاله كتضايق الايمان فى الاهواء
اور ان میں سب سے زیادہ نقصان دہ فتنہ خوشحالیوں ،کشادگیوں کا فتنہ تھا پس اس کے اخلاق اس کی حالت سے اکتا گئے جیسے ایمان خواہشات میں اکتاجاتا ہے

بغض الدراسة حيث كان قوامها اخلاط سوء شاع فى الجلساء
اسے پڑھائی سے نفرت ہوگئی کیونکہ اس علم کے ذمہ داران ہی مجالس میں موجود عام برائیوں میں مبتلا تھے

بذل النصيحة جهرة وبخفية لذويه والاصحاب والزملاء
اس نے اپنے ساتھیوں اور دوستوں کو علانیہ اور خفیہ دونوں طرح خوب نصیحت کی

لا سيما فى اهله وقرابة جهلوا فناداهم بلطف نداء
خاص طور پر اپنے گھر بار اور خاندان میں جو جاہل تھے اس نے انہیں بڑی نرمی سے سمجھایا

لكنهم لم يسمعوا قول الهدى لما اتى من اصغر الابناء

www.sirat-e-mustaqeem.com


لیکن انہوں نے ہدایت کی بات کہ یہ ان کے بچے صرف اس لئے نہیں سنی کی جانب سے تھی

بل حاربوه بكل امر منكر ورموه بالتعقيد والاعياء
بلکہ وہ تمام غلط طور طریقے اختیار اور اس پر مجنون سحر زدہ اور نفسیاتی
کرکے اس کے خلاف کھڑے ہوگئے ہونے کے الزامات لگانے لگے

لم ينقموا منه سوى ان قالها "الله ربي جهرتي وخفائي"
وہ اس سے صرف اس بات کا انتقام لینے اللہ ظاہراً باطناً
لگے کہ اس کا کہنا ہے ہر طرح میرا رب ہے

زادوه ضيقا بعد ضيقا فالتجا يشكو الى المولى عظيم بلاء
وہ اس پر روز بروز سختیوں پس مولیٰ مددگار کی طرف گڑگڑا کر اس بڑی
میں اضافہ کرنے لگے مصیبت کا شکوہ کرتے ہوئے

ويقول يا رباه عبدك مومن انى لأخشى فتنة الدهماء
کہنے لگا اے پروردگار میں تیرا مومن بندہ ان بازاری لوگوں کے فتنے سے خوفزدہ ہوں

انى اخاف من الضلال وانني أدعوك فاقبلني وضعف دعائي
مجھے گمراہ ہوجانے کا اندیشہ ہے میں تجھ سے دعا گوہوں تو مجھے اور میری کمزور دعائیں قبول فرما

أنقذ غريقا فى الدجى قد راعه موج بهيج ووحشة الظلماء
تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے کو تاریکی کی موجیں اور اندھیرے
بچالے جسے گہری ہوتی کی وحشت خوفزدہ کررہی ہے

الموج عاصفة الضلال ظلامه ان الهدى متلبس بخفاء

www.sirat-e-mustaqeem.net


تاریکی کی موج جس کی تاریکی گمراہی کی آندھی ہیں — ہدایت بڑی آہستگی سے خلط ملط ہوچکی ہے

كيف المقام وكيف لي ان اكتم — الحق الصريح لرهبة ورجاء
کیسے کھڑا رہا جائے اور خوف وامید کی وجہ سے — میں حق صریح کو کس طرح چھپالوں

وبيانه لا بد فيه من السلاح — العلم افلق حجة الجهلاء
جبکہ اس کے بیان کرنے کے لئے علم کا ہتھیار بھی — چاہیے جو جہلاء کی حجتوں میں شگاف ڈالدیتا ہے

قد شرقت فتن وسرت مغربا — طلب الحديث بمكة الزهراء
اب فتنے نزدیک آچکے ہیں اور میں مغرب یعنی — مکہ الزہراء میں طلب حدیث کے لئے چل پڑا ہوں

أعني بذلك اولي الحديث وحزبه — العاملين بهدية الوضاء
یعنی ان اہل الحدیث اور حزب الحدیث کی طلب — میں جو نبی ﷺ کی روشن سیرت پر عمل پیرا ہیں

❀❀ ❀❀❀

هذي حكاية حال اصحاب الهدى — في غمرة الاغراء والاغواء
یہ چمک دمک اور گمراہی کی مصیبت کے باوجود — ہدایت پر کاربند افراد کی حکایت ہے

يارب فاحفظهم وثبتهم ببصيرة — نصر الهدى والسنة البيضاء
اے میرے پروردگار ان کی حفاظت فرما اور — انہیں ہدایت کی نصرت اور روشن سنت پر

وارزقهم احياء هابصيرة — وارزقهم صبرا على الاحياء
ثابت قدم رکھ اور انہیں بصیرت — اور احیاء دین کی راہ میں آنے والی
کے ساتھ احیاء دین کی — مشکلات پر صبر کی توفیق عطاء فرما

واجعل لنا فيها نصيبنا وافرا — يارب وانصرنا على الاعداء

www.sirat-e-mustaqeem.com


اور ہمیں بھی اس میں وافر حصہ عطا فرما اے میرے پروردگار دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما

أعداء سنة أحمد من بدلوا كدرا هدى المختار بعد صفاء

احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے دشمنوں کے خلاف جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کو گھٹیا اشیاء سے بدل ڈالا

يارب وجعلنا من الناجين ان عاقبتهم بزعازع النكباء

اے میرے پروردگار ہمیں ان لوگوں میں شامل ہونے سے بچا جنہیں تو مصیبتوں کے ہچکولے دے گا

يارب احدى الحسنيين وعدتنا يارب واحشرنا مع السعداء

اے میرے پروردگار دو میں سے ایک اچھائی (یعنی دنیا یا آخرت کی اچھائی) جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا اے میرے پروردگار خوش نصیبوں کے ساتھ جمع فرما

**آمین یارب العالمین ویاارحم الراحمین**

**وتمت هذه الرسالة والحمد لله رب العالمين**

**جهيمان بن محمد العتيبي** رحمہ اللہ

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان